ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

مئی 2021ء - رمضان المبارک 1442ھ (جلد 18 شمارہ 09)

جلد 18 شمارہ 09

ماہنامہ
التبلیغ
راولپنڈی

مئی 2021ء - رمضان المبارک 1442ھ

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد ناصر
مولانا طارق محمود

فی شمارہ..................... 35 روپے
سالانہ................. 400 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..........حسنِ ظاہر کا دھوکہ..........مفتی محمد رضوان	3
درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط14)..........مریم کی فضیلت اور ان کے	
بیٹے کی ولادت وصفات.......... // //	7
درسِ حدیث .... ''معراج'' سے متعلق انس رضی اللہ عنہ	
کی احادیث (چوتھی وآخری قسط).......... // //	21
مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ	
افادات وملفوظات.......... // //	28
اس رمضان میں ایک کام یہ بھی کیجیے..........مولانا شعیب احمد	31
ماہِ صفر: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود	35
علم کے مینار: ....امت کے علماء وفقہاء (قسط3)..........مفتی غلام بلال	37
تذکرۂ اولیاء: ....عمر رضی اللہ عنہ کا نظامِ حکومت..........مولانا محمد ریحان	42
پیارے بچو! ....آج کا بچہ! .... // //	47
بزمِ خواتین .....عدالتی تفریق میں خواتین کے اختیارات (چھٹا حصہ).....مفتی طلحہ مدثر	49
آپ کے دینی مسائل کا حل...''عمل بالحدیث'' کا حکم (قسط3)...ادارہ	56
کیا آپ جانتے ہیں؟ .... مکھی، مچھر وغیرہ کو برقی آلہ	
سے مارنے کا حکم..........مفتی محمد رضوان	70
عبرت کدہ ... قومِ فرعون پر آنے والے مختلف عذاب (حصہ سوم)....مولانا طارق محمود	81
طب وصحت.....احادیث میں ''اِثمِدْ'' سُرمہ کے فوائد وتاکید...حکیم مفتی محمد ناصر	84
اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز.......... // //	90
اخبارِ عالم ......قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........مولانا غلام بلال	91

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

حسنِ ظاہر کا دھوکہ

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے	مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے
کبھی غور سے بھی دیکھا ہے تو نے	جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سُونے

حسنِ ظاہر پر اگر تُو جائے گا	عالمِ فانی سے دھوکہ کھائے گا
یہ منقش سانپ ہے، ڈس جائے گا	رہ نہ غافل ،یاد رکھ پچھتائے گا

مذکورہ اشعار میں دنیائے فانی کے حسنِ ظاہر، اور اس کے ظاہری رنگ و بو سے متاثر ہو کر دھوکہ کھانے پر متنبہ کر دیا گیا ہے، اور اس کی مثال ''منقش سانپ'' سے دی گئی ہے، جس کا ظاہر مزین ومنقش اور خوبصورت ہوتا ہے، لیکن اندر زہر موجود ہوتا ہے، پس جس طرح کسی ناواقف اور حقیقت ناشناس شخص کا سانپ کی ظاہری زیب وزینت سے متاثر ہوکر، اس سے دھوکہ کھانا اور اس کی طرف راغب ہونا، ہلاکت وتباہی کا سبب ہے، اسی طرح دنیا کے حسنِ ظاہر کا بھی معاملہ ہے۔

اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار دنیا کو''لھو و لعب ''فرمایا ہے، اور دنیا کی ظاہری زیب وزینت سے دھوکہ نہ کھانے کا حکم فرمایا ہے۔

اور موجودہ زمانہ، دراصل قربِ قیامت کا دور کہلاتا ہے، جس میں جھوٹ، فریب، دھوکہ، نمودونمائش اور دکھاوا، جیسی بداخلاقیوں نے بہت ترقی پکڑ لی ہے، ہر شعبۂ زندگی میں مذکورہ بداخلاقیوں نے اپنی جڑیں بہت گہری کر لی ہیں، جس کے اثرات انسانوں پر اتنی بری طرح پڑ رہے ہیں کہ اس کی وجہ سے ہر شخص کا مزاج بگڑتا جارہا ہے، حقیقت سے واقف ہونے کے باوجود بھی باطن کو نظر انداز کر کے حسنِ ظاہر کو اختیار کیا جاتا اور اس سے دھوکہ کھایا جاتا ہے، اور جو لوگ باطنی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے، ان کا معاملہ زیادہ سنگین ہوتا ہے۔

بازاروں میں استعمالی چیزوں کی پیکنگ اور لیبل سازی اتنی خوبصور اور مزین کی جاتی ہے کہ جس کو

دیکھ کرخریداروں کادل بے چین ہوجاتا ہے۔

کھانے پینے کی چیزوں سے لے کر پہننے،اوردوسرے طریقوں سے استعمال کی جانے والی چیزوں کوبظاہراتنامزین اورخوبصورت بناکرپیش کیا جاتا ہے کہ دیکھنےوالامتاثرہوئے بغیرنہیں رہتا،لیکن باطن کااس حسنِ ظاہر سے،اورحقیقت کاان کےظاہراورصورت سے دورکابھی تعلق نہیں ہوتا۔

اس صورتِ حال میں مزید بگاڑاس طرح پیدا ہوناشروع ہوا کہ باطن اورحقیقت کوچھپانے اوراس پرپردہ ڈالنے کے نت نئے طریقے ایجاد ہورہے ہیں،بیوٹی پارلر میں جاکربوڑھی اورکالی عورت کوبھی جوان اورگوری بناکرنکالا جاتا ہے،موجودہ زمانے کے مزین لباس اورپوشاک میں چڑیل کی ماں کوبھی حورکی بچی بناکرپیش کیا جاتا ہے۔

میڈیاپرآنے والے پروگراموں کی حقیقت سے تو تقریباً سب واقف ہی ہیں کہ ان کے ذریعہ نشر ہونے والے پروگراموں کے بڑے حصہ،بطورِخاص فلموں،ڈراموں وغیرہ کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی،لیکن اس کے باوجود،دنیاان کی دیوانی بنی ہوئی ہے،اوران کے جادو سے مسحور ہے،جیسا کہ ہم اس سے پہلے کچھ تفصیل کے ساتھ عرض کرچکے ہیں۔

دنیاکےتقریباً سب شعبوں میں تو یہ سب تماشالگا ہوا ہی تھا،افسوس وحیرت کی بات یہ ہے کہ اب دین کےشعبوں میں بھی یہ تماشالگناشروع ہوگیا ہے۔

ڈھونگی،دھوکہ باز،اورجعلی پیروفقیر،یہاں تک کہ علمائے سوء کی بھی روز بروز بہتات ہوتی جارہی ہے،اوران کے مریدین،معتقدین،محبین اورچاہنےوالوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔

بہت سےلوگ بہروپیہ بن کر،مخصوص پیری،فقیری اورمولویت کاحلیہ اوروضع قطع بنالیتے ہیں،اوپر سے بعض یہ غضب بھی کرتے ہیں کہ اپنے چندکرایہ کے چیلے بناکراس طرح کاروپ دھارلیتے ہیں،جس سےسادہ لوح مسلمان دھوکہ کھاتے ہیں،اوراپنی جان،مال،عزت وآبرو،یہاں تک کہ ایمان کوبھی ان بہروپیوں اورڈھونگیوں کے بھینٹ چڑھانےاورنذرکرنے پرآمادہ ہوجاتے ہیں۔

جبکہ دین کے اندر ذرا ساغورکرنے سے ان بہروپیوں اورجعلی پیروں،فقیروں اورڈھونگیوں کا ڈھونگ سمجھ آسکتا ہے،لیکن ہمارے یہاں ''گنگا الٹی ہی بہتی ہے'' ہمارے معاشرے میں جوشخص

جتنا بڑا ابہرو پیہ اور جتنا بڑا ڈھونگی ہوتا ہے، اس کے چاہنے والوں کی تعداد اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔

اس طرح آج دین کے مہذب اور پیارے عنوان سے کئی گناہوں پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔

چنانچہ ایک عرصہ سے مشاہدہ ہورہا ہے کہ ختمِ نبوت اور ناموسِ رسالت کے پاکیزہ اور مقدس عنوان سے بہت سے لوگ اپنے مختلف مقاصد وعزائم اور مفادات تک کو حاصل کرنے میں مصروف ہیں، چونکہ سادہ لوح مسلمان، اس طرح کے مقدس عنوانات پر جان دینے اور مرمٹنے کے لیے تیار ہوجاتے ہیں، اور اس عنوان سے مسلمانوں کا جمِ غفیر جمع ہوجاتا ہے، اس لیے بعض حضرات اس عنوان سے اپنے کئی مفادات اٹھاتے ہیں، اور پھر اپنے مشن کو مؤثر بنانے کے لیے متعدد گناہوں کے ارتکاب کو بھی روا سمجھتے ہیں۔

جیسا کہ بعض لوگ راستوں اور گزرگاہوں میں رکاوٹ ڈال کر بیٹھ جاتے ہیں، اور مریضوں کو ہسپتال پہنچنے، یا مریضوں تک دوادارُو پہنچنے، غریبوں کو اپنی اور دوسروں کی روزہ مرہ کی معاشی ضروریات پوری کرنے سے روکتے ہیں، دینی ضروری سفر واسفار والوں کے مقاصد میں بھی رکاوٹ ڈالتے ہیں، جس کے نتیجے میں لوگوں کے معمولاتِ زندگی اور ضروریاتِ دینی سب ہی بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔

کیونکہ تعلیم وتعلم، نماز، مسجد، مدرسہ، عمرہ، حج، دعوت وتبلیغ، جنازہ، عیادت، نکاح، ولیمہ، علاج معالجہ، بوڑھے والدین، بیوی، بچوں، بلکہ اپنے ضروری نان ونفقہ، سب چیزوں کے لیے انسانوں کو راستوں سے ہی گزرنا پڑتا ہے، اور طلب ورسد کا بڑا مدار، گزرگاہوں پر ہی ہے۔

اسی لیے اسلام میں راستے کے بہت سے حقوق بتلائے گئے ہیں، وہاں سے گزرنے والوں کے لیے تکلیف دہ، ذرا سی ایسی چیز ہٹانے کو بھی ایمان کا امتیازی شعبہ قرار دیا گیا ہے، جو گزرنے والوں کے لیے تکلیف ورکاوٹ کا سبب ہو، اور راستے میں رکاوٹ پیدا کرنے اور ایذاء دینے والی بعض چیزوں اور کاموں پر رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی وبرہمی، بلکہ اللہ اور اس کے رسول اور فرشتوں اور انسانوں کی طرف سے لعنت ہونے کا اظہار فرمایا ہے، پھر بھلا اس طرح کے کام، رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا کیسے ذریعہ ہوسکتے ہیں؟

اور جب اس طرح کی حرکات سرانجام دینے والوں کو مذکورہ بالا اوران جیسے گناہوں کی طرف توجہ

دلائی جاتی ہے، تو فوراً کہا جاتا ہے کہ یہ چیزیں تو بہت چھوٹی ہیں، ناموسِ رسالت پر تو ہم ہر چیز قربان کرنے لیے تیار ہیں۔

یاد رکھئے کہ اس طرح کی باتوں کی وجہ سے گناہ کے کام جائز نہیں ہو جاتے، اور نہ ہی اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ایسے کاموں کو عبادت قرار دیا گیا ہے، جن تک پہنچنے کے لیے گناہوں کے پُل اور راستے سے گزرنا پڑے، ناموسِ رسالت کا حق، احکامِ رسالت کو توڑ کر اور احکامِ الٰہی کی مخالفت کر کے ادا نہیں کیا جا سکتا، اس طرح کی اور بھی کئی بے اعتدالیاں، دین کے عنوان سے سرانجام دی جارہی ہیں، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ کسی بھی چیز کے نام اور ظاہر کو دیکھ لینا کافی نہ سمجھا جائے، بلکہ اس کی حقیقت کا جائزہ لیا جائے، بطورِ خاص اللہ اور اس کے رسول کے نام پر سامنے اور منظرِ عام پر آنے والی چیزوں اور کاموں میں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات وارشادات کو مدِ نظر و پیشِ نظر رکھا جائے، اور اس کا صحیح علم حاصل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اصلاحِ احوال اور اعمالِ صالحہ کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط14، آیت نمبر42 تا 54)

مفتی محمد رضوان

مریم کی فضیلت اور ان کے بیٹے کی ولادت وصفات

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ
عَلٰى نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ (42) يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ
الرَّاكِعِيْنَ (43) ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ
يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ (44) اِذْ
قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى
ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (45) وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي
الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (46) قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ
يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا
يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (47) وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ
وَالْاِنْجِيْلَ (48) وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ
اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا
تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ (49) وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ
حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (50) اِنَّ اللّٰهَ
رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (51) (سورة آلِ عمران)

ترجمہ: اور جب کہا فرشتوں نے کہ اے مریم! بے شک اللہ نے منتخب کرلیا ہے، تجھ کو، اور پاکیزگی عطاء کی ہے تجھ کو، اور منتخب کرلیا ہے تجھ کو، جہانوں کی عورتوں پر (42) اے مریم! تابعداری اختیار کیجیے، اپنے رب کی، اور سجدہ کیجیے اور رکوع کیجیے، رکوع کرنے

والوں کے ساتھ(43) یہ غیب کی خبریں ہیں، وحی کرتے ہیں ہم (اے محمد!)ان کی،آپ کی طرف،اورنہیں تھے،آپ ان (لوگوں) کے پاس جب ڈال رہے تھے وہ، اپنے قلموں کو کہ ان میں سے کون کفالت کرے گا مریم کی،اورنہیں تھے آپ ان کے پاس، جب وہ جھگڑ رہے تھے(44) جب کہا فرشتوں نے کہ اے مریم! بے شک اللہ خوشخبری سناتا ہے تجھ کو،ایک کلمہ کی اپنی طرف سے،اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا، وجاہت والا ہوگا دنیا میں اور آخرت میں،اور مقرب بندوں میں سے ہوگا (45) اور کلام کرے گا وہ لوگوں سے گود میں،اور پختہ عمر پاکر بھی، اور صالحین میں سے ہوگا(46) کہا اس (مریم) نے کہ اے میرے رب! کیسے ہوگا میرے بیٹا،اورنہیں چھوا مجھے کسی انسان نے،فرمایا اس (اللہ) نے کہ ایسا ہی ہوگا،اللہ پیدا کرتا ہے،اس چیز کو جو چاہتا ہے وہ، جب فیصلہ کرلے وہ کسی کام کا،تو بس کہتا ہے وہ اس کے لیے''کُــن'' تو فوراًوہ ہوجاتا ہے(47)اورتعلیم دے گا وہ (یعنی اللہ)اس (عیسیٰ) کو، کتاب کی،اور حکمت کی،اورتورات کی،اورانجیل کی(48)اوررسول ہوگا وہ،بنی اسرائیل کی طرف (کہے گا وہ بنی اسرائیل کو کہ) بلاشبہ یقینی طورپر،آیا ہوں میں،تمہارے پاس نشانی لے کر تمہارے رب کی طرف سے،بے شک میں بناتا ہوں،تمہارے لیے،مٹی سے پرندے جیسی شکل،پھرمیں پھونک مارتا ہوں اس میں،تو وہ ہوجاتا ہے پرندہ،اللہ کے حکم سے، اور درست کرتا ہوں میں، پیدائشی اندھے کو، اور کوڑھی کو،اور زندہ کرتا ہوں میں، مُردوں کو،اللہ کے حکم سے،اورخبر دیتا ہوں میں تم کو،ان چیزوں کی، جو کھاتے ہو تم،اور جو ذخیرہ کرتے ہو تم،اپنے گھروں میں، بے شک اس میں یقیناً نشانی ہے،تمہارے لیے،اگر ہو تم مومن(49)اورتصدیق کرنے والا ہوں میں اس کی، جو میرے سامنے ہے(یعنی) تورات کی،اورتا کہ حلال کردوں میں،تمہارے لیے بعض وہ چیزیں، جو حرام کردی گئی تھیں تم پر،اورآیا ہوں میں تمہارے پاس،نشانی لے کر تمہارے رب کی طرف سے،پس ڈروتم اللہ سے،اوراطاعت کروتم میری(50) بے شک اللہ میرا رب ہے ،اورتمہارا رب ہے،پس عبادت کروتم اسی کی،یہی راستہ ہے،سیدھا(51)(سورہ آلِ عمران)

تفسیر وتشریح

سورہ آلِ عمران کی مذکورہ آیات میں حضرت مریم اوران کے بیٹے حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت واہمیت اوران کی بعض صفات کا ذکر ہوا ہے، خاص طور پر حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اوران کی چند اہم خصوصیات کا ذکر ہوا ہے۔

چنانچہ مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں حضرت مریم کی یہ فضیلت بیان کی گئی کہ ان کو اللہ کی طرف سے،فرشتوں کے ذریعہ پیغام دیا گیا:

”وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ“

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کے ذریعے حضرت مریم کو یہ پیغام دیا گیا کہ اللہ نے آپ کا مخصوص کاموں، مثلاً بیتُ المقدس کی خدمات، اور حضرت عیسیٰ جیسے جلیلُ القدر نبی کی والدہ کا شرف ہونے کے لیے انتخاب فرمالیا ہے، اور آپ کو برے عقائد واخلاق اور اعمال کی گندگیوں سے پاک وصاف کردیااور پاک دامن بنا دیا ہے، اور آپ کو دنیا کی عورتوں پر مخصوص فضیلت عطاء فرمادی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ :خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، هِيَ خَيْرُ نِسَائِهَا يَوْمَئِذٍ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ

(مسند أبي يعلى، رقم الحديث ٥٢٢)

ترجمہ: میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمام عورتوں میں بہتر عورت مریم بنتِ عمران ہے، اور یہ اس وقت کی عورتوں میں بہترین ہیں، اور (اس کے بعد اپنے زمانہ میں) سب عورتوں میں سے افضل عورت خدیجہ بنتِ خویلد ہیں (ابویعلیٰ)

پیچھے حضرت مریم کی فضیلت سے متعلق کئی احادیث وروایات گزر چکی ہیں۔

حضرت مریم اللہ کی ولی تھیں، نبی نہیں تھیں، جس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اللہ کی طرف سے فرشتوں

کے ذریعے، غیر نبیوں سے بھی کلام ہوسکتا ہے، لیکن غیر نبی کی وہ بات، نبی کی وحی کی طرح شرعی حجت اور دلیل نہیں ہوتی، اصل دلیل اور شرعی حجت، اللہ کے نبی کی بات ہی ہوتی ہے۔

اور مذکورہ آیات میں سے دوسری آیت میں اللہ کی طرف سے فرشتوں کا حضرت مریم کو یہ پیغام دینے کا ذکر ہے کہ:

"یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ"

مذکورہ آیت میں حضرت مریم کو اللہ کی طرف سے، تین حکم دیئے گئے ہیں۔

مذکورہ آیت میں حضرت مریم کو اللہ کی طرف سے پہلا حکم یہ دیا گیا کہ وہ اپنے رب کی تابعداری وفرمانبرداری، یعنی اطاعت کریں، اس میں اللہ کے تمام احکام کی اطاعت داخل ہے۔

مذکورہ آیت میں حضرت مریم کو اللہ کی طرف سے دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ وہ سجدہ کریں۔

سجدہ نماز والا بھی ہوتا ہے، اور غیر نماز والا بھی، جیسا کہ سجدۂ تلاوت، اور سجدۂ شکر وغیرہ، اور مذکورہ موقع پر نماز والا سجدہ بطورِ خاص مراد ہے، جس کے ضمن میں نماز کا حکم بھی داخل ہے، سجدہ چونکہ اللہ کی عبادت کے لیے اعلیٰ درجہ کا مظہر ہے، اور سجدہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اور اسی وجہ سے غیرُ اللہ کے لیے سجدہ کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، اس لیے سجدہ کا خصوصی ذکر فرمایا گیا۔

اور مذکورہ آیت میں تیسرا حکم یہ دیا گیا کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کریں، اس سے بظاہر باجماعت نماز پڑھنا مراد ہے، اور مطلب یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں، رکوع، چونکہ نماز کا اہم رکن ہے، اور رکوع کے ملنے پر رکعت کے ملنے کا حکم ہے، نیز رکوع کی صحیح ادائیگی میں لوگ کوتاہی سے کام لیتے ہیں، اس لیے رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کا حکم دیا گیا ہے، اور مراد، مکمل نماز کو لیا گیا ہے۔

ہماری شریعت میں اگرچہ عورتوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید نہیں کی گئی، لیکن اگر عورت، باجماعت نماز پڑھے، تو اس کی نماز ہوجاتی ہے، بلکہ عورتوں کو مخصوص شرائط کے ساتھ مساجد میں حاضر ہوکر مرد حضرات کی اقتداء میں باجماعت نماز پڑھنے کی بھی اجازت ہے، جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

مذکورہ آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اللہ کا مقرب بندہ اور ولی ہونے کے بعد اطاعتِ الٰہی

واحکامِ الٰہی معاف وختم نہیں ہوجاتے، بلکہ احکامِ الٰہی کی بجا آوری کی وجہ سے ہی ولایت حاصل ہوتی،اورترقی کرتی ہے۔

ورنہ تو حضرت مریم کواطاعت،سجدہ،رکوع اورنماز کاحکم نہ دیا جاتا۔

جس سے ان ڈھونگی پیروں،فقیروں کی قلعی کھل جاتی ہے،جوولایت کے مقام پرپہنچنے کے بعداحکامِ الٰہی سے بے نیاز ہونے کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں،اوراس کے نتیجے میں مختلف طرح کے گناہوں اوراللہ کی نافرمانیوں کااپنے لیے جواز بناتے ہیں۔

پھرمذکورہ آیات میں سے تیسری آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

”ذٰلِکَ مِنۡ اَنۡبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡہِ اِلَیۡکَ وَمَا کُنۡتَ لَدَیۡہِمۡ اِذۡ یُلۡقُوۡنَ اَقۡلَامَہُمۡ اَیُّہُمۡ یَکۡفُلُ مَرۡیَمَ وَمَا کُنۡتَ لَدَیۡہِمۡ اِذۡ یَخۡتَصِمُوۡنَ“

مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم کا یہ واقعہ،غیب کی خبروں سے تعلق رکھتا ہے،جس کی اللہ،اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کرتا ہے،اور یہ آپ کے رسول ہونے کی دلیل ہے۔

اور جب حضرت مریم کی والدہ نے حضرت مریم کے ایامِ حمل میں ان کواللہ کے لیے آزاد چھوڑنے کی نذرومنت مانی،پھران کی کفالت وتربیت کی سعادت وشرف حاصل کرنے کے لیے بیت المقدس کی خدمات وانتظامات سے منسلک مخصوص لوگوں میں اختلاف ہوگیا،تو اس کے تصفیہ کے لیے مختلف ناموں کے قلموں سے قرعہ اندازی کی گئی،جس میں حضرت زکریا کے نام کا قرعہ نکل آیا،جوکہ رشتے میں حضرت مریم کے خالو بھی تھے،اس وقت بھی اے محمد! آپ ان کے پاس موجود نہیں تھے،یہ سب کچھ ہم نے وحی کے ذریعے سے آپ کواطلاع دی،جومحمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی دلیل ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے نبیوں کوغیب کی خبریں،وحی کے ذریعے سے دی جاتی ہیں،نہ توخودسے کسی نبی کوغیب کی خبر معلوم ہوتی،اور نہ ہی ہرغیب کی خبر معلوم ہوتی،نبی کوجتنی خبر،اللہ کی طرف سے دی جاتی ہے،اتنا اس کوعلم ہوجاتا ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں ”جوئے“ وغیرہ کی شکل نہ ہو،اورسب کاحق برابر ہو،وہاں نزاع ختم،اور تصفیہ کرنے کے لیے قرعہ اندازی جائز ہے،تاکہ اس کی جہت مخصوص شخص کے لیے متعین ہوجائے،اس لیے قرعہ انادزی،کی بعض صورتیں مباح وجائز،بعض مستحب،اوربعض مکروہ،یاحرام ہیں۔

پھر مذکورہ آیات میں سے چوتھی آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

”اِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ“

مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے فرشتوں کے ذریعے، حضرت مریم کو یہ پیغام دیا گیا کہ اللہ آپ کو اپنے کلمہ کی بشارت دیتا ہے ”کلمہ“ سے، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام مراد ہیں، کیونکہ وہ کسی باپ کے بغیر، محض اللہ کے ”کلمہ“ سے پیدا ہوئے ہیں، آگے ان کا نام ”مسیح عیسیٰ ابنِ مریم“ ذکر ہوا ہے ”مسیح“ کے ایک معنیٰ مسح کرنے اور ہاتھ پھیرنے کے آتے ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ہاتھ پھیر کر، اندھے اور کوڑھی کو درست کر دیا کرتے تھے، اس لیے ان کو ”مسیح“ کا لقب دیا گیا، بعض حضرات نے اس لقب کی دوسری وجوہات بیان کی ہیں، اور اگرچہ اولاد کی نسبت والد کی طرف کی جایا کرتی ہے، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بغیر باپ کے، اللہ کے حکمِ محض کے ذریعے، حضرت مریم سے پیدا ہوئے، اس لیے ان کی نسبت حضرت مریم کی طرف کی گئی۔

اور پھر فرمایا گیا کہ وہ دنیا اور آخرت میں وجاہت وعزت والا ہوگا، اور اللہ کے مقرب وپسندیدہ بندوں میں سے ہوگا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو دنیا وآخرت میں غیر معمولی عزت وشرافت بخشی، اور قربِ قیامت میں بھی ان کا عجیب طرح سے ظہور ہوگا، اور وہ دجال کی ہلاکت اور دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے کا سبب بنیں گے۔

پھر مذکورہ آیات میں سے پانچویں آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

”وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ“

مطلب یہ ہے کہ آپ کے بیٹے پیدا ہونے کے ساتھ ہی خود کلام کریں گے، جس کے ذریعے آپ کی پاکیزگی وعفت بھی ظاہر ہوگی، بچہ، ولادت کے بعد آہستہ آہستہ بولنا سیکھتا ہے، اس کے بعد ہی بات چیت کرتا ہے، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، پیدائش کے بعد جلد ہی گود کی حالت میں، اللہ کے حکم سے کلام کریں گے، اور پھر جب بڑے اور پختہ عمر کے ہو جائیں گے، جس عمر میں دوسرے لوگ عادتاً سمجھداری والا کلام کرتے ہیں، اس عمر میں بھی حضرت عیسیٰ، بات چیت اور کلام

کریں گے، ان کا کلام، گود کی حالت تک خاص نہ ہوگا، بعض حضرات نے پختہ عمر کے کلام سے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے نازل ہونے کے بعد کا کلام کرنا مراد لیا ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ بچپن میں کلام کے ساتھ پختہ عمر کے کلام کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ ان کے بچپن کا کلام عامیانہ نہیں ہوگا، بلکہ پختہ عمر کے تجربہ کار شخص کی طرح کا کلام ہوگا، اور حضرت عیسیٰ نیک صالح لوگوں میں سے ہوں گے، جیسا کہ تمام ''نبی'' نیک صالح ہی ہوتے ہیں۔

پھر مذکورہ آیات میں سے چھٹی آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

''قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ''

مطلب یہ ہے کہ عام طور پر ظاہری اسباب، اور عادت کے طور پر تو عورت کے یہاں بچہ کی ولادت جب ہوتی ہے، جب اس کے ساتھ کوئی مرد ''صحبت'' کرتا ہے، لیکن مجھے تو کسی انسان نے چھوا تک بھی نہیں، پھر میرے بیٹا کیسے ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا، اللہ جو چیز چاہتا ہے، وہی پیدا فرمادیتا ہے، جب اللہ کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے، تو بس اس کو حکمِ ''کُن'' فرماتا ہے، یعنی یہ فرماتا ہے کہ ''ہوجا'' تو فوراً بلا تاخیر وہ کام ہوجاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سائنسدان، جو کائنات میں اچانک ہونے والے تغیرات کو حادثہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، اس کا حقیقت سے تعلق نہیں، حقیقت یہ ہے کہ کائنات میں ہر طرح کے تغیرات جو آناً فاناً حادثات معلوم ہوتے ہیں، وہ قاعدہ وقانونِ الٰہی کے مطابق اللہ کے حکمِ ''کُن'' سے وجود میں آتے ہیں، خود سے وجود میں نہیں آتے۔

پھر مذکورہ آیات میں سے ساتویں آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

''وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ''

بہت سے مفسرین نے مذکورہ آیت میں ''کتاب'' سے ''کتابت'' کو مراد لیا ہے، جو ہاتھ سے لکھ کر کی جاتی ہے، اور ''حکمت'' سے مراد ''علم'' ہے، جس میں سنت اور احکامِ شریعت کا علم داخل ہے، اور ''تورات'' سے مراد، اللہ کی وہ آسمانی کتاب ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے،

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو دی گئی تھی، اور''انجیل'' سے وہ آسمانی کتاب مراد ہے، جو خود حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو دی گئی تھی۔

پھر مذکورہ آیات میں سے آٹھویں آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

''وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ''

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا، جو بنی اسرائیل سے یہ فرمائیں گے کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف اہم نشانی لے کر آیا ہوں، چنانچہ ایک تو اہم نشانی یہ ہے کہ میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندہ کا مجسمہ بنا کر اس میں پھونک ماروں گا، جس کے بعد وہ زندہ جاگتا پرندہ ہوجائے گا، اور یہ سب کچھ اللہ کے اِذن وحکم سے ہوگا، جس میں میرا ذاتی کمال نہیں، اس میں اللہ کی قدرت ہی کارفرما ہوگی، اسی طرح میں پیدائشی یعنی مادرزاد اندھے، اور کوڑھی کو اللہ کے حکم سے ٹھیک کروں گا، اور مُردوں کو بھی زندہ کروں گا، اور یہ سب کچھ بھی اللہ کے حکم سے ہوگا، یعنی اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کرنا، اور مُردہ کو زندہ کرنا، میرے ذریعے سے صرف معجزہ کے طور پر ہوگا، میرا ذاتی کمال نہ ہوگا، اور اسی طرح میں تمہارے کھانے پینے کی چیزوں کی، اور جو چیزیں تم اپنے گھر میں جمع کر کے رکھتے ہو، ان کی بھی خبر دوں گا، یہ سب کچھ بھی اللہ کی طرف سے مجھے وحی کے ذریعے بتلایا جائے گا۔

لہٰذا ان سب چیزوں میں تمہارے لیے اللہ کی قدرت اور میری رسالت کی نشانی ہے، بشرطیکہ تم ایمان لاؤ۔

اور جو ایمان نہیں لاتا، وہ تو عقل سے اندھا ہے، اور جو اس کو اللہ کی طرف سے معجزہ سمجھنے کے بجائے، میری قدرت سمجھے گا، وہ بھی مومن نہ ہوگا، جیسا کہ عیسائیوں نے کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو ہی ''الٰہ'' بنالیا، اور اللہ کا شریک سمجھ لیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کی گئی نعمتوں کا ذکر سورہ مائدہ میں بھی اس طرح فرمایا ہے:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ (سورة المائدة، رقم الآية ١١٠)

ترجمہ: جب (بروزِ قیامت) فرمائے گا اللہ کہ اے عیسٰی بن مریم! یاد کیجیے میری نعمت کو اپنے اوپر، اور اپنی والدہ پر، جب تائید کی میں نے تمہاری روح القدس (یعنی جبریل) کے ذریعے، کلام کرتے تھے تم، لوگوں سے گود میں، اور پختہ عمر پا کر، اور جب میں نے تعلیم دی تمہیں کتاب کی، اور حکمت کی، اور تورات کی، اور انجیل کی، اور جب بناتے تھے تم مٹی سے پرندے کی شکل میں، میرے حکم سے، پھر پھونک مارتے تھے تم اس میں، تو وہ ہوجاتا تھا پرندہ، میرے حکم سے، اور درست کرتے تھے تم، پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو، میرے حکم سے، اور جب نکالتے تھے تم (قبروز مین سے) مُردوں کو، میرے حکم سے (سورہ مائدہ)

قیامت کے دن جب لوگ مختلف نبیوں سے شفاعت کی درخواست کریں گے، اس موقع پر بھی وہ موسٰی علیہ السلام کے کہنے پر، حضرت عیسٰی علیہ السلام کی مذکورہ مخصوص صفات اور ان کو دیے گئے معجزات کا ذکر کریں گے، جن کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔

پھر مذکورہ آیات میں سے نویں آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

”وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ“

مطلب یہ ہے کہ عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام، بنی اسرائیل کو یہ بھی کہیں گے کہ مجھ سے پہلے جو حضرت موسٰی علیہ الصلاۃ والسلام پر تورات نازل کی گئی، میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، اور تمہاری بے اعتدالیوں کی وجہ سے جو بعض چیزیں، مثلاً اونٹ کا گوشت، اور چربی، اور ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار کو تم پر حرام کردیا گیا تھا، میں بحکمِ الٰہی اپنی نبوت ورسالت کے ذریعے اُن چیزوں کی حرمت کو

منسوخ کر کے حلال قرار دوں گا، اور رب تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے معجزات کی شکل میں اپنی رسالت کی نشانی، تمہارے سامنے لے کر آیا ہوں، پس تم اللہ سے ڈرو، یعنی تم اللہ پر ایمان لاؤ، اور اس کے احکام پر عمل کرو، جس کا طریقہ میری اطاعت کرنا ہے، جیسا کہ ہر نبی کی اطاعت کا مقصد، اللہ کے احکام پر عمل پیرا ہونا ہوتا ہے۔

پھر مذکورہ آیات میں سے دسویں آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

"اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ"

معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ کے ہی اپنا اور دوسرے انسانوں کا رب ہونے ،اور اسی رب کی عبادت کرنے، اور اسی کے سیدھا راستہ ہونے کی تعلیم دی، اور تبلیغ کی ہے۔

پس عیسائیوں کا خود حضرت عیسیٰ کو معبود بنالینا، یا ان کو "رب" کے ساتھ شریک بنالینا، ان کا اپنا اختراع ہے، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، اس سے بریٔ ہیں، جیسا کہ سورہ نساء میں ہی آگے چل کر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ، فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ، وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ، اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ، لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا. لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا (سورة النسآء، رقم الآيات ۱۷۱، ۱۷۲)

ترجمہ: اے اہلِ کتاب! نہ غلو کرو تم اپنے دین میں اور نہ کہو تم اللہ کے متعلق، سوائے سچ کے، بس مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے، جسے بھیجا مریم کی طرف اور روح ہے اس (اللہ) کی طرف سے۔ پس تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور مت کہو کہ (معبود) تین ہیں، رک جاؤ اس سے (یہی) بہتر ہے تمہارے لئے۔ بس اللہ ہی تنہا معبود ہے، پاک ہے وہ اس سے کہ اس کے لئے اولاد ہو، اسی کے لئے ہے جو

کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور کافی ہے اللہ کارساز ہونے کے اعتبار سے۔ ہرگز عار نہیں رکھتا مسیح اس سے کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ ہی مقرّب فرشتوں کو (اس سے کوئی عار ہے) اور جو کوئی اس (اللہ) کی بندگی سے عار محسوس کرے اور تکبر کرے، تو وہ (اللہ) ایسے تمام لوگوں کو عنقریب اپنے پاس جمع فرمائے گا (سورہ نساء)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا تفصیلی ذکر سورہ مریم میں بھی آیا ہے، جس سے سورہ نساء میں مذکورہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی تفصیل کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

چنانچہ سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا. فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا. قَالَتْ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا. قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا . قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا. قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا. فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا. فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا. فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا. وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا. فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا. فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا. يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا. فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا. قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا. وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا. وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا. وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا. ذٰلِكَ

عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ قَوۡلَ الۡحَقِّ الَّذِیۡ فِیۡہِ یَمۡتَرُوۡنَ .مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنۡ یَّتَّخِذَ مِنۡ وَّلَدٍ سُبۡحٰنَہٗ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ.وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّیۡ وَرَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ (سورۃ مریم، رقم الآیات ۱۶ الٰی ۳۶)

ترجمہ:اورذکر کیجیے کتاب میں مریم کا، جب الگ ہوئی وہ، اپنے گھر والوں سے، ایک جگہ میں مشرق کی جانب۔ پھر کرلیا اس نے، ان کی طرف سے پردہ، پھر بھیجا ہم نے اس کی طرف، اپنی روح (یعنی فرشتے) کو، پس شکل اختیار کی اس (فرشتہ) نے، اس (مریم) کے سامنے ایک درست انسان کی۔ کہا اس (مریم) نے کہ بے شک میں پناہ چاہتی ہوں رحمان کی تجھ سے، اگر ہے تو، ڈر رکھنے والا۔ کہا اس (فرشتے) نے کہ بس میں تو نمائندہ ہوں تیرے رب کا، تاکہ ہبہ کروں تجھ کو، پاکیزہ لڑکا۔ کہا اس (مریم) نے کہ کہاں ہوگا میرے لڑکا، اور نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے، اور نہیں ہوں میں بدکار۔ کہا اس (فرشتے) نے کہ اسی طرح ہوگا، فرمایا آپ کے رب نے کہ وہ میرے اوپر آسان ہے، اور تاکہ بنادیں ہم اس کو، نشانی لوگوں کے لیے، اور رحمت اپنی طرف سے، اور ہے یہ معاملہ، طے شدہ۔ پھر حاملہ ہوگئی وہ (مریم) پھر الگ ہوگئی وہ، اس (حمل) کے ساتھ ،ایک دور جگہ۔ پھر لے آیا اسے دردِ زہ، کھجور کے تنے کی طرف، کہا اس (مریم) نے کہ اے کاش مرجاتی میں اس سے پہلے، اور ہو جاتی میں بھولی بسری۔ پھر پکارا اس کو، اس کے نیچے سے (فرشتے نے) کہ غم نہ کر تو، یقیناً (جاری) کردیا ہے، تیرے رب نے ،تیرے نیچے ایک چشمہ۔ اور ہلا تو اپنی طرف کھجور کے تنے کو، وہ گرائے گی تجھ پر پختہ تازہ کھجوریں۔ پھر کھا تو، اور پی تو، اور ٹھنڈی کر تو آنکھ کو، پھر اگر تو ضرور دیکھے آدمیوں میں سے کسی کو، تو کہہ دے بے شک میں نے نذر مانی ہے، رحمان کے لیے روزے کی ،سو ہرگز کلام نہیں کروں گی میں، آج کسی انسان سے ۔ پھر لے کر آئی وہ (مریم) اس (اپنے بیٹے) کو، اپنی قوم کے پاس، اٹھائے ہوئے، کہا انہوں نے کہ اے مریم! بلاشبہ یقیناً تو نے کیا ہے کام، بہت برا۔ اے ہارون کی بہن! نہیں تھا تیرا باپ برا

آدمی ،اورنہیں تھی تیری ماں بدکار۔پھر اشارہ کیا اس (مریم) نے اس بچے کی طرف، کہا انہوں نے کہ کیسے کلام کریں گے ہم اس سے، جو ہے گود میں بچہ۔کہا اس (بچہ) نے کہ بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں،عطاء کیا اس نے مجھے کتاب کو،اور بنایا اس نے مجھے نبی۔ اور بنایا اس نے مجھے مبارک، جہاں بھی میں ہوں،اور وصیت کی اس نے مجھے نماز کی، اور زکاۃ کی، جب تک میں رہوں زندہ۔اور نیک سلوک کرنے والا ،اپنی والدہ کے ساتھ،اورنہیں بنایا اس نے مجھے سرکش، بدبخت۔اور سلام ہے مجھ پر،جس دن مجھے پیدا کیا گیا،اور جس دن میں فوت ہوں گا،اور جس دن میں اٹھایا جاؤں گا زندہ کرکے۔یہ عیسیٰ بن مریم ہیں، جو حق بات ہے،جس میں وہ شک کرتے ہیں۔نہیں ہے(لائق) اللہ کے لیے کہ بنائے وہ کوئی اولاد، پاک ہے وہ، جب فیصلہ کرتا ہے وہ، کسی کام کا ،توبس کہتا ہے اس کو''کُــــن''تو فوراً وہ کام ہوجاتا ہے۔اور بے شک اللہ ہی میرا رب ہے،اورتمہارا رب ہے، پس عبادت کرو تم اسی کی ،یہ راستہ ہے سیدھا(سورہ مریم)

جلد 1

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْكِيْكِ عَنْ حِيْلَةِ التَّمْلِيْكِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاكِلُ الْحَاضِرَةُ فِيْ حُرْمَةِ الْمُصَاهَرَةِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابة والاکراہ
(6)...مجنون،غضبان اور سکران کی طلاق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 2

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء
(3)...اشكاليات فلكية وفقهية حول تحديد مواقيت الصلاة.
(4)...كيفيةُ التحقق من صحة مواقيت الصلاة فى التقاويم.

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 3

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...النظر والفكر فى مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَايَةُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِيْ حَالَةِ الْحَضْرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم
(5)...محرم کے بغیر سفر کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 4

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذر ونیاز وذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 5

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 6

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 7

علمی وتحقیقی رسائل

متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی،فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 8

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 9

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 10

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبة
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاةُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 11

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...شفاعة فى الأخرة (اقسام واحکام)
(2)...اهلِ فترة وجاهلية کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 15

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...حقوق النبی صلی اللہ علیہ وسلم
(2)...سابِّ رسول کی سزا،وتوبہ

مصنف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث
مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

”معراج“ سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی احادیث

(چوتھی وآخری قسط)

اورامام بیہقی رحمہ اللہ نے”دلائل النبوۃ“میں فرمایا کہ:

وفی حدیث شریک زیادۃ تفرد بھا علی مذھب من زعم أنہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی ربہ عز وجل، وقول عائشۃ، وابن مسعود، وأبی ھریرۃ فی حملھم ھذہ الآیات علی رؤیتہ، جبریل علیہ السلام أصح.

فقد روینا عن مسروق، عن عائشۃ أنہ ذکر لھا قول اللہ عز وجل ولقد رآہ بالأفق المبین ،ولقد رآہ نزلۃ أخری .فقالت عائشۃ :أنا أول ھذہ الأمۃ سأل عن ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فقال (إنما ھو) جبریل .لم أرہ علی صورتہ التی خلق علیھا غیر ھاتین المرتین(دلائل النبوۃ للبیھقی، ج۲ ص ۳۸۵، باب الدلیل علی أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرج بہ إلی السماء فرأی جبریل علیہ السلام فی صورتہ)

ترجمہ:اور”شریک بن ابی نمر“ کی حدیث میں ایسی زیادتی ہے،جس میں انہوں نے، اس شخص کے مذہب پرتفرد اختیار کیا ہے،جس کا گمان یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا، جبکہ حضرت عائشہ اور ابنِ مسعود اور ابوہریرہ کا قول ان آیات میں جبریل علیہ السلام کی رؤیت پر محمول ہونے میں زیادہ اصح ہے۔

چنانچہ ہم نے مسروق سے،سورہ نجم کی ان آیات”ولقد رآہ بالأفق المبین،ولقد رآہ نزلۃ أخری“ کے سوال کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کو روایت کیا ہے کہ ان آیات کے متعلق،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے،اس امت میں

www.idaraghufran.org

سب سے پہلے میں نے سوال کیا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ یہ تو جبریل تھے، جن کو میں نے ان کی اصل پیدائش والی صورت پر صرف ان دو مرتبہ ہی دیکھا ہے (دلائلُ النبوۃ)

اورعلامہ ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر میں ''شریک بن ابی نمر'' کی اس حدیث کونقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے، لیکن ''شریک بن ابی نمر'' نے بعض چیزوں کو زیادہ کر دیا، اور بعض کو کم کر دیا، اور بعض کو مقدم اور بعض کو مؤخر کر دیا، جیسا کہ مسلم کے قول سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ''شریک بن عبداللہ بن ابی نمر'' نے اس حدیث میں ''اضطراب'' کیا ہے، اور ان کا حافظہ درست نہ تھا، جس کی وجہ سے وہ اس واقعے کو پوری طرح ضبط نہیں کر سکے، جیسا کہ دوسری احادیث میں اس کی تفصیل آئے گی۔

اسی وجہ سے حافظ ابوبکر بیہقی نے ''شریک بن ابی نمر'' کی حدیث میں زیادتِی تفرد کا حکم لگایا ہے، اور سورہ نجم کی آیات کی تفسیر میں صحابۂ کرام سے جبریلِ امین کی رؤیت مراد ہے، اور صحابہ میں سے کسی سے اس کی تفسیر میں مخالفت معلوم نہیں''۔

(ملاحظہ ہو: تفسیر ابنِ کثیر، ج۵ ص۵، ۶، سورۃ الاسراء)

تفسیرِ خازن میں بھی حافظ عبدالحق کی ''الجمع بین الصحیحین'' کے حوالے سے اسی طرح کی بات مذکور ہے (ملاحظہ ہو: تفسیر الخازن، ج۴ ص۲۰۴، سورۃ النجم)

ابنِ حبان نے ''کتابُ الثقات'' میں ''شریک بن عبداللہ بن ابی نمر'' کے بارے میں فرمایا کہ ''ربما اخطأ'' یعنی ''ان سے بعض اوقات خطا کا صدور ہو جاتا ہے''

(ملاحظہ ہو: الثقات لابنِ حبان، ج۴ ص۳۶۰، تحت رقم الترجمة ۳۳۴۴)

اورعلامہ ابنِ حجر نے ''تقریبُ التھذیب'' میں ''شریک بن عبداللہ بن ابی نمر'' کے بارے میں فرمایا کہ ''صدوق یخطیٔ'' یعنی یہ سچے ہیں، لیکن خطاء کرتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو: تقریب التھذیب، ج۱ ص۴۱۸)

اورعلامہ ذہبی نے ''میزانُ الاعتدال'' میں ''شریک بن ابی نمر'' کو ''صدوق'' قرار دیا

ہے، اور فرمایا کہ:

ابنِ معین نے ان کے متعلق ''لا بأس به'' فرمایا ہے، اور اور ابنِ معین اور نسائی سے ان کے متعلق ایک روایت میں ''لیس بالقوی'' مروی ہے، اور ابوداؤد سے ان کے متعلق ''ثقة'' ہونا مروی ہے۔

پھر علامہ ذہبی نے فرمایا کہ ''شریک بن ابی نمر'' کی روایتِ اسراء میں جو یہ الفاظ ہیں کہ:

''ثم علا به فوق ذلک بما لا یعلمه إلا الله حتى جاء سدرة المنتهى ودنا من الجبار رب العزة، فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى''

یہ ''غرائبُ الصحیح'' کے قبیل سے تعلق رکھتے ہیں''۔

(ملاحظہ ہو: میزان الاعتدال للذہبی، ج۲ص ۲۶۹، ۲۷۰، تحت رقم الترجمة ۳۶۹۶)

نیز علامہ ذہبی نے ''تاریخُ الاسلام'' میں فرمایا کہ:

''بعض حضرات نے ان کو ''متهم بالوضع'' قرار دیا ہے، لیکن یہ بات تو درست نہیں، کیونکہ ان سے بخاری اور مسلم نے حجت پکڑی ہے، البتہ ان کے علاوہ دوسرے راوی ان سے زیادہ ثقہ اور اثبت ہیں، اور معراج کی حدیث میں انہوں نے الفاظِ غریبہ کے ساتھ تفرد اختیار کیا ہے، جن میں سے یہ الفاظ بھی ہیں کہ:

''ودنا الجبار فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى''

(ملاحظہ ہو: تاریخ الاسلام للذہبی، ج۳ص ۸۹۱، تحت رقم الترجمة ۲۱۲)

اور علامہ ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں فرمایا کہ:

''اس میں شک نہیں کہ ''شریک بن ابی نمر'' ''یحیٰی بن سعید انصاری'' وغیرہ کی طرح کے ''ثبت'' نہیں ہیں، اور اسراء کی حدیث میں ان کی سند سے ایسے الفاظ مروی ہیں، جن کی دوسروں کی طرف سے متابعت نہیں پائی جاتی، جیسا کہ صحیح بخاری میں ان کی حدیث مروی ہے''

(ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء للذہبی، ج۶ص ۱۵۹، ۱۶۰، تحت رقم الترجمة ۷۳)

اور پیچھے ''شریک بن ابی نمر'' کے علاوہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے دوسرے ''اوثـــق

www.idaraghufran.org

واثبت ‘‘راویوں کی روایات کا ذکر گزر چکا ہے، جن سب سے کئی چیزوں میں ’’شریک بن ابی نمر‘‘ نے مخالفت کی ہے۔

اسی لیے شیخ شعیب ارنؤوط نے ’’سیر اعلام النبلاء‘‘ کی مذکورہ عبارت کے حاشیہ میں فرمایا کہ:

شریک ’’صدوق‘‘ ہیں، مگر یہ ’’سیئ الحفظ‘‘ ہیں، ان سے متابعات کی صورت میں استشہاد کیا جائے گا، جہاں تک ان کی اس حدیثِ اسراء کا تعلق ہے، جس کو بخاری نے روایت کیا ہے، تو اس میں انہوں نے چند ایسی چیزوں میں تفرد اختیار کیا ہے، جن کو ان کے علاوہ دوسرے حضرات نے ذکر نہیں کیا، اور ان چیزوں کا شمار ’’شریک‘‘ کے ’’وہم‘‘ سے ہوتا ہے، اور وہ دس اشیاء ہیں:

جن میں ایک چیز تو ’’انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے آسمان میں مقامات کا ذکر ہے‘‘ دوسرے ’’معراج کا بعثت سے پہلے ہونے کا ذکر ہے‘‘ تیسرے ’’معراج کے نیند میں ہونے کا ذکر ہے‘‘ چوتھے ’’دونہروں کے بارے میں مخالفت ہے‘‘ پانچویں ’’سدرۃ المنتہیٰ کے مقام میں مخالفت ہے‘‘ چھٹے ’’اسراء کے وقت شقِ صدر کا ذکر ہے‘‘ ساتویں ’’نہرِ کوثر کے آسمانِ دنیا میں ہونے کا ذکر ہے‘‘ آٹھویں ’’اللہ عزوجل کے قریب ہونے کی نسبت کا ذکر ہے‘‘ نویں ’’پانچویں مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رب کی طرف نماز میں تخفیف کے لیے لوٹنے کی ممانعت کی تصریح کا ذکر ہے‘‘ دسویں ’’جبریل کے، اللہ جبار کے پاس اوپر تشریف لے جانے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی جگہ موجود رہنے کا ذکر ہے‘‘

(ملاحظہ ہو: حاشیۃ سیر اعلام النبلاء، ج٦ ص ١٦٠)

بعض دیگر حضرات نے بھی ’’شریک بن ابی النمر‘‘ کی روایت کے مختلف تفردات کا ذکر کیا ہے، اور بعض تفردات کی تاویل بھی کی ہے۔

(ملاحظہ ہو: کوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح البخاری للشنقیطی، ج٦ ص ٣٣٥ الیٰ ٣٣٨، کتاب الصلاۃ، باب کیف فرضت الصلاۃ فی الإسراء، الحدیث الاول)

گزشتہ تفصیل سے ’’شریک بن ابی النمر‘‘ کی حالت معلوم ہوگئی کہ محدثین نے ان کے حافظے کی

www.idaraghufran.org

شکایت کی ہے، اور ان کی حدیثِ معراج میں کئی باتوں کے اندر تفرد کا حکم لگایا ہے۔

جبکہ محدثین نے ''ثابت بنانی'' کو ''شریک بن ابی النمر'' سے زیادہ ''ثبت وثقہ'' قرار دیا ہے۔

حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ''إن للخير أهلا، وإن ثابتا هذا من مفاتيح الخير''امام احمد نے فرمایا کہ''كان ثابت يتثبت فى الحديث''

(ملاحظہ ہو:تاريخ الاسلام للذهبي، ج٣، ص ٣٨٢، حرف الثاء)

امام احمد نے ایک روایت میں حضرت ثابت کو قتادہ سے بھی زیادہ ''ثبت'' قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو:ميزان الاعتدال للذهبي، ج ا ص ٣٦٢، ٣٦٣، تحت رقم الترجمة ١٣٥٣، حرف الثاء)

امام احمد بن حنبل نے ''ثابت بنانی'' کو ''محدث، ثقہ، مامون اور صحیح الحدیث'' قرار دیا ہے۔

اور ابوحاتم رازی نے انس بن مالک کے اصحاب میں پہلے زہری کو، پھر ثابت کو، اور پھر قتادہ کو زیادہ ''ثبت'' قرار دیا ہے۔

''ثابت بنانی'' کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی چالیس سال صحبت اٹھائی۔

(ملاحظہ ہو:سير اعلام النبلاء، ج٥ص ٢٢٢،تحت رقم الترجمة ٩١)

اور بعض محققین نے ''شریک بن ابی النمر'' کی روایت میں مذکور قربت ورؤیت کے الفاظ کو درست مان کر ساتھ ہی اس کی وضاحت بھی کی ہے کہ سورہ نجم میں جس قربت کا ذکر ہے، وہ اس حدیثِ معراج سے الگ قربت ہے، سورہ نجم میں جبریل امین کی قربت ورؤیت مراد ہے، اور ان دونوں میں خلط والتباس درست نہیں۔

صاحبِ ''مواهب اللدنية'' ابوالعباس احمد بن قسطلانی قتیبی (المتوفیٰ:923ھ) نے مختلف دلائل سے اس فرق کو ثابت کیا ہے۔

چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ:

''سورہ نجم میں رؤیت وقربت سے مراد جبریل علیہ السلام کی رؤیت وقربت ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اور قرآن کے الفاظ اس کے علاوہ پر دلالت نہیں کرتے، جس کے چند دلائل ہیں:

ایک یہ کہ جو یہ فرمایا کہ ”علمہ شدید القوی “ یہ وہی جبریل ہیں، جن کی سورہ تکویر میں ”صفتِ قوۃ“ کو بیان کیا گیا ہے۔

دوسرے جو یہ فرمایا کہ ”ذو مرۃ “یعنی ”حسن الخلق “تو یہ وہی ”کریم “ ہے، جس کا سورہ تکویر میں ذکر ہے۔

تیسرے جو یہ فرمایا کہ ”فاستویٰ وھو بالأفق الأعلی “جس سے آسمان کا کنارہ مراد ہے، تو یہ جبریل علیہ السلام کا استواء ہے، جہاں تک رب تعالیٰ کا استواء ہے، تو وہ عرش پر ہے۔

چوتھے جو یہ فرمایا کہ ”ثم دنا فتدلی، فکان قاب قوسین أو أدنی “تو یہ جبریل کا ”دنو “مراد ہے، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب زمین پر نزول کیا تھا، جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔

جہاں تک حدیثِ معراج میں ”دنو وتدلی “ کا ذکر ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تھے، وہاں اللہ جل جلالہٗ کا ”دنو “مراد ہے۔

پانچویں جو یہ فرمایا کہ ”ولقد رآہ نزلۃ أخری، عند سدرۃ المنتھیٰ “تو سدرۃُ المنتھیٰ کے قریب یقینی طور پر جبریل ہی تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی تفسیر بیان فرمائی، چنانچہ فرمایا کہ ”ذاک جبریل “

چھٹے اللہ تعالیٰ کے قول ”رآہ “اور ”دنا فتدلیٰ “اور ”فاستویٰ “اور ”وھو بالأفق الأعلی “میں ضمیر ایک ہی ہے، لہٰذا بغیر دلیل کے ان میں مخالفت جائز نہیں۔

ساتویں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ یہ ”دنا “اور ”تدلی “افقِ اعلیٰ پر تھا، جو کہ آسمان کا افق ہے، بلکہ اس سے بھی نیچے زمین کے قریب، جو کہ جبریل کا ”دنا “اور ”تدلی “ ہے، اور رب تبارک وتعالیٰ کا ”دنو “اور ”تدلی “جو ”شریک“ کی حدیث میں ہے، وہ زمین کے بجائے عرش پر تھی“۔

(ملاحظہ ہو: المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، ج ۲ ص ۴۸۴ الیٰ ۴۸۶، المقصد الخامس الإسراء والمعراج)

www.idaraghufran.org

اورحضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے اپنے مضمون ''صحیح بخاری کی روایات کے بارے میں چند نکات کی وضاحت'' میں صحیح بخاری کی احادیث میں راوی سے وہم صادر ہونے کی مثالوں میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''صحیح بخاری کی ''کتابُ التوحید'' ہی میں قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے جو واقعہ مروی ہے (حدیث نمبر: ۷۵۱۷) اس کے بارے میں معروف ہے کہ اس میں راوی سے بہت سے اوہام ہوئے ہیں، حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے بارہ معاملات میں دوسری مشہور روایات کی مخالفت کی ہے (فتحُ الباری: ۴۸۵۱۳) اور حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہٗ نے ''لامعُ الدراری'' میں اس پر مزید اوہام کا اضافہ کیا ہے'' (فقہی مقالات، ج۷ص۲۰۴، مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی، اشاعت اول: رجب ۱۴۴۱ھ، 2020ء)

اور بھی کئی اہلِ علم حضرات سے اس طرح کی تصریحات منقول ہیں، جن کو ہم نے اپنے دوسرے مضمون ''رؤیتِ باری تعالیٰ'' میں ذکر کردیا ہے۔

اور یہ بات پہلے گزرچکی ہے کہ تاویل کی ضرورت بھی اس وقت پیش آتی ہے، جبکہ ''شریک'' کی روایت میں مذکوران الفاظ کو معتبر مانا جائے، ورنہ متعدد محدثین سے ان الفاظ کا ''غریب'' ہونا، اور ''شریک'' راوی کی طرف سے ''وہم'' ہونا پہلے باحوالہ ذکر کیا جاچکا ہے، جن کے پیشِ نظر مذکورہ تاویل کی ضرورت نہیں۔

مگر حیرت اور افسوس ہے کہ آج ہمارے یہاں بہت سے مقررین مذکورہ اوہام کو معراج کے عنوان سے خوب لچھے دار انداز میں بیان کرتے ہیں، اور عوام سے دادِ تحسین حاصل کرتے ہیں۔

بعض مصنفین ومؤلفین نے بھی ان اوہام کو معراج کے حوالے سے نقل کردیا ہے، جس کے بعد ان کے معتقدین ومحبین ان اوہام کو تسلیم کرنے کے لیے بھی آمادہ نہیں، جس کی اہم وجہ ''وجدنا آبائنا علٰی امۃ'' کے مرض کا جڑ پکڑ جانا ہے۔

مقالات و مضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

’’کرونا‘‘ اور لاک ڈاؤن کی بناء پر نماز سے متعلق چند احکامات

’’کرونا وائرس‘‘ کی نئی لہر کی وجہ سے، بہت سے ممالک میں پھر سخت قوانین نافذ کر دیئے گئے ہیں، یہاں تک کہ حرمین شریفین میں بھی، جن میں نماز سے متعلق کئی پہلوؤں کا شرعی حکم معلوم ہونا ضروری ہے۔

اس سلسلے میں ہندوستان کے معروف عالمِ دین اور فقیہ اور آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ترجمان اور سکریٹری مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے معتدل رائے قائم کی تھی، اب پھر انڈیا میں دوبارہ سخت لاک ڈاؤن کی گردش ہے، مولانا موصوف کی اس رائے کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

’’مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے پریس نوٹ جاری کر کے موجودہ حالات میں مسجد میں نماز پر تفصیلی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر واحسان ہے کہ ہماری مسجدیں جن کا دروازہ اکثر نمازیوں پر بند کر دیا گیا تھا اور چند افراد سے زیادہ کو، نماز میں شرکت کی اجازت نہیں تھی، یہاں تک کہ رمضانُ المبارک اور عید بھی اسی حال میں گذری، اب حکومت کی طرف سے جون 2020ء سے مساجد کے بشمول مذہبی مقامات کو کھولنے کی اجازت دی گئی ہے، اللہ کرے کہ صورتِ حال بہتر ہو اور پھر مسجدوں کی بندش کی نوبت نہ آئے۔

ہمیں یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ لاک ڈاؤن کی پابندیاں تو ختم کی گئی ہیں؛ لیکن کورونا کی وبائی بیماری ابھی بھی باقی ہے؛ بلکہ اس میں مزید شدت پیدا ہوگئی ہے۔

اور اپنی زندگی اور صحت کی حفاظت اور بیماری سے بچاؤ کے لئے احتیاطی تدبیر اختیار کرنا بھی شریعت کا ایک حکم ہے۔

اس پسِ منظر میں چند ضروری مشورے پیشِ خدمت ہیں۔

اگر چہ نمازیوں کی سہولت کے لئے جائے نماز بچھانا، ایک درست عمل ہے، اور اگر یہ جائے نماز مخمل کی ہو، تو بھی حرج نہیں؛ لیکن بحالتِ موجودہ طبی ماہرین کی ہدایت کے مطابق ان کو ہٹا دینا، اور نمازیوں کا اپنے اپنے گھر سے مصلٰی، یا رومال لے کر آنا، اور اس پر نماز پڑھنا ہی مناسب ہے، اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا چاہیے۔

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک، سنت گھر میں پڑھنے کا تھا، اسی لئے فقہاء نے بھی لکھا ہے کہ فرض کا مسجد میں پڑھنا، اور سنتوں کا گھر میں پڑھنا افضل ہے، لہٰذا تمام لوگ اہتمام کریں کہ وضو اور دیگر ضروریات سے گھر میں فارغ ہوں، سنت پڑھ کر مسجد آئیں، اور جماعت ختم ہونے بعد جلد سے جلد، اپنے گھر واپس ہو جائیں، اور گھر پر ہی سنت ادا کرنے کا اہتمام کریں۔

مسجد میں پہنچنے کے بعد سینی ٹائزر کا استعمال کریں، سینی ٹائزر میں اگر چہ الکوحل کا استعمال ہوتا ہے، مگر ہر الکوحل نشہ آور نہیں ہوتا، اور پڑوسی ملک کے بعض دارالافتاء نے تحقیق کی ہے کہ یہ سینی ٹائزر نشہ آور الکوحل سے تیار نہیں کیا جاتا ہے، اس لئے اس کے استعمال میں مضائقہ نہیں ہے، حرمین شریفین میں بھی اسی پر عمل ہو رہا ہے، اس لئے مسجد کو سینی ٹائز کرنے، یا ہاتھوں کی صفائی کے لئے سینی ٹائزر لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نماز کی حالت میں ناک اور منھ کو چھپا کر رکھنا مکروہ ہے، لیکن عذر کی بناء پر کراہت کا حکم ختم ہو جاتا ہے، اس لیے بطورِ احتیاط نمازیوں کو ماسک کا استعمال کرنا چاہئے، کیوں کہ اس میں ان کی بھی حفاظت ہے اور دوسرے شرکاءِ نماز کی بھی۔

جماعت کی نماز میں صف میں مصلیوں کے مل جل کر کھڑے ہونے کی بڑی اہمیت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید فرمائی ہے، اور یہ نہایت اہم سنت ہے، لیکن کرونا کا وائرس لوگوں کے اتصال سے ایک دوسرے کو متاثر کرتا ہے، اس لئے اِن خصوصی حالات میں ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق فاصلہ کے ساتھ کھڑا ہونا چاہئے، اور دو

صفوں کے درمیان بھی فاصلہ بڑھا دینا چاہیے۔

جمعہ کے بشمول کسی بھی نماز میں ایک سے زیادہ جماعت مکروہ ہے، لہٰذا اس سے حتی المقدور احتیاط کرنی چاہئے، البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہیئت کی تبدیلی کے ساتھ دو جماعتیں ہو جائیں، تو حرج نہیں ہے، اور ہیئت کی تبدیلی کے لئے یہ کافی ہے کہ امام نے جس جگہ سے امامت کی تھی، دوسری جماعت کا امام اس جگہ سے ہٹ کر کھڑا ہو، لہٰذا اگر مسجد کی کئی منزلیں ہوں اور عام دنوں میں جمعہ کی نماز کے لئے وہ تمام منزلیں استعمال نہیں ہوتی ہوں، تو نمازیوں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھنے کے لئے ان منزلوں کو بھی استعمال میں لانا چاہئے۔

اگر مسجد تنگ ہو اور نمازِ جمعہ کے لئے محلّہ کا کوئی فنکشن ہال حاصل کیا جا سکتا ہے، تو مسجد کے علاوہ فنکشن ہال میں بھی جماعت رکھنی چاہئے۔

اور اگر مسجد کے تنگ ہونے اور دوسری جگہ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے نمازیوں کے درمیان فاصلہ رکھنے میں دشواری ہو، تو امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرتے ہوئے مسجد میں جمعہ کی ایک سے زیادہ جماعت اس طرح رکھی جا سکتی ہے کہ پہلی جماعت کا امام، جس جگہ کھڑا ہوا ہو، دوسری جماعت کا امام اس سے ایک صف پیچھے کھڑا ہو۔

طبی ماہرین کی وضاحت اور حکومت کی ہدایت کے مطابق زیادہ عمر کے لوگوں اور کم عمر کے بچوں کو یہ بیماری بہت جلد متاثر کرتی ہے، اس لئے اس عمر کے لوگوں کو مسجد آنے کے بجائے گھر ہی میں نماز ادا کرنی چاہیے۔

بہر حال موجودہ حالات میں ہمیں نماز سے متعلق شریعت کے احکام پر قائم بھی رہنا ہے۔ شریعت میں حفظانِ صحت کی جو اہمیت ہے، اس کو بھی ملحوظ رکھنا ہے اور یہ بھی کوشش کرنی ہے کہ ہمارا کوئی عمل، ملکی قانون سے متصادم نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ حالات کو بہتر فرمائے اور انسانیت کو اس وباء سے نجات عطا فرمائے''۔

(Taasir Urdu News Network,Hyderabad(Telangana) on 08-june-2020)

مقالات و مضامین مولانا شعیب احمد

اس رمضان میں ایک کام یہ بھی کیجیے

ہم مسلمانوں پر رمضانُ المبارک کے روزے فرض قرار دیے گئے۔ ان روزوں کا مقصود فقط بھوک پیاس کاٹنا نہیں بلکہ اپنے نفس کی اصلاح اور تزکیہ کرنا ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ کی جس آیتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے روزوں کی فرضیت کا اعلان فرمایا وہیں یہ مقصد بھی واضح کیا کہ روزے اس لیے فرض کیے گئے تاکہ تم لوگ تقویٰ اختیار کرو۔ گویا روزوں کا مقصد ہماری اصلاح اور نفس کا تزکیہ ہے۔ اس اعتبار سے رمضانُ المبارک ہم مسلمانوں کے واسطے اصلاح اور تزکیہ کا مہینہ ہے۔

بحمد اللہ مسلمان اس مہینے میں بڑی حد تک عبادات کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ چنانچہ مساجد نمازیوں سے بھر جاتی ہیں۔ وہ لوگ جو عام دنوں میں شاید صرف جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں وہ بھی پنج وقتہ نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت بھی کثرت سے ہونے لگتی ہے۔ ذکر اذکار بھی شروع ہو جاتے ہیں۔ رمضان کی خصوصی عبادات روزہ، تراویح اور اعتکاف وغیرہ بھی بڑے ذوق وشوق سے انجام دی جاتی ہیں۔

روزوں کے مقصدِ حقیقی اور اس ماہِ مقدس میں عبادات کے ذوق وشوق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس مرتبہ اپنی رمضان کی عبادات میں ایک چیز اور بھی شامل کیجیے اور وہ یہ کہ اپنے آپ سے عہد کیجیے کہ آج کے بعد میری ذات سے کسی مسلمان کو ناحق کوئی اذیت اور تکلیف نہیں پہنچے گی۔ ہم میں سے ہر فرد اپنے آپ کو اس کا پابند بنائے کہ میرے کسی قول وفعل سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف اور ایذاء نہ پہنچے۔

یہ وہ گناہ ہے کہ جس میں آج ہم بری طرح مبتلا ہیں۔ ہمارے کتنے ہی کام ایسے ہیں کہ جن میں ایذائے مسلم کا پہلو پایا جاتا ہے۔ غلط پارکنگ، مصروف شاہراہوں پر بے ضابطہ ڈرائیونگ، سڑکوں اور گلیوں میں تجاوزات کی بھرمار، سائلنسر نکال کر بائیک چلانا، پبلک ٹوائلٹ کا نازیبا استعمال، مساجد کے وضو خانوں میں گند پھیلانا، لاؤڈ اسپیکر کا ظالمانہ استعمال، دوسروں کی دیواروں پر

www.idaraghufran.org

اشتہار بازی اور اس جیسی بیسیوں بلکہ سینکڑوں مثالیں ڈھونڈے سے مل سکتی ہیں۔

پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ زبان سے تکلیف پہنچانا بھی ہمارے ہاں بالکل عام سی بات ہے۔ چنانچہ دوسروں کو طعنے دینا آج ہمارا قومی مزاج بن چکا ہے۔ اپنے مخالفین پر الزام تراشی اور بہتان طرازی بھی ہمارے ہاں معمول کا قصہ ہے۔ ہماری زبانیں آج دراز ہو چکی ہیں، یہ قینچی کی طرح چلتی ہیں اور دوسروں کے دل چھلنی کر دیتی ہیں، لیکن ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔ ہم کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ ہمارے الفاظ دوسرے افراد پر کیا اثر چھوڑیں گے۔ ہمارا ایک جملہ بسا اوقات دوسرے کی نیندیں اڑا دیتا ہے اور اس کی زندگی تلخ ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہ سب ہمارے معاشرے میں موجود ایذائے مسلم کی بدترین مثالیں ہیں۔

الغرض ہم اس وقت قومی و اجتماعی سطح پر بری طرح مردہ ضمیری اور بے حسی کا شکار ہیں۔ دوسروں کا احساس اور خیال کرنا نہ ہمیں کہیں سکھایا جاتا ہے اور نہ ہم نے خود کبھی اس کی طرف توجہ دی۔

اس پر پھر مزید افسوسناک امر یہ ہے کہ دوسروں کو تکلیف پہنچانا عموماً کوئی گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا۔ جب اس فعل کو برا ہی نہیں سمجھا جاتا تو اس کی اصلاح و درستگی کے بارے میں سوچنا خارج از بحث ہے۔ ہمیں کبھی خیال بھی نہیں گزرتا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو اذیت پہنچانا کتنا بڑا گناہ اور شریعت کی نظر میں کس قدر سنگین جرم ہے۔ حالانکہ ایذائے مسلم ایسے ہی حرام ہے جیسے جھوٹ بولنا حرام ہے۔ کسی مسلمان کو تکلیف دینا ایسے ہی گناہ ہے جیسے چوری کرنا گناہ ہے۔ لیکن یہ ایسی برائی ہے کہ جس میں آج ہماری اکثریت مبتلا ہے اور اس کے گناہ ہونے کا احساس بھی ہمارے دلوں میں باقی نہیں رہا۔

ایذائے مسلم کی قباحت اور برائی جاننے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان پڑھیے:

"وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا" (سورة الأحزاب، رقم الآية: ٥٨)

"اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی جرم کے ایذاء پہنچاتے ہیں، انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر لے لیا ہے" (احزاب)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو ناحق تکلیف اور اذیت دینا حرام اور سنگین گناہ ہے۔

احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مسلمان کو تکلیف اور اذیت سے بچانے کی واضح تعلیمات کا

ثبوت ملتا ہے۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسلمان کی تعریف ہی یوں بیان فرمائی ہے کہ:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ " (صحيح مسلم ، رقم الحديث : ٦٥ (٤١) كتاب الايمان ، باب بيان تفاضل الإسلام، وأى أموره أفضل)

"مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں" (مسلم)

اس باب میں قرآن وسنت کی واضح تعلیمات کے علاوہ کئی امور میں ضمناً بھی ایذائے مسلم سے بچنے کی تلقین وتاکید کی گئی ہے۔جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارا دینِ اسلام دوسرے مسلمانوں کو تکلیف اوراذیت سے بچانے پر کس قدر زور دیتا ہے۔ چنانچہ اسلام میں جمعہ کی نماز بہت اہمیت کی حامل ہے۔ جمعہ کو اسلام کا شعار قرار دیا گیا ہے۔ نیز اگلی صفوں میں باجماعت نماز پڑھنا بھی بہت فضیلت وعظمت والاعمل ہے۔لیکن جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر اگلی صفوں میں جا کر بیٹھنے اور نماز پڑھنے کو اسلام میں ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔کتنی ہی احادیث ایسی ہیں کہ جن میں اس فعل پر وعید ارشاد فرمائی گئی ہے۔غور کریں گے تو ان وعیدوں کے پیچھے سبب یہی نظر آئے گا کہ اس فعل میں مسلمانوں کو تکلیف اور ایذاء دینا پایا جاتا ہے۔ [1]

اسی طرح اسلام میں باجماعت نماز کی بہت اہمیت وعظمت اور فضیلت ہے اور بغیر کسی شرعی عذر کے جماعت ترک کردینے کو فقہاء نے گناہ قرار دیا ہے۔لیکن کوئی بدبودار چیز مثلاً پیاز اور تھوم وغیرہ کھا کر اس کی بدبو دور کیے بغیر جماعت کے لیے مسجد میں آنے سے احادیث میں منع فرمایا گیا ہے۔حتیٰ کہ بعض احادیث میں تو بڑی تاکید کے ساتھ ممانعت مذکور ہے۔اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان اشیاء کی بدبو لوگوں کے لیے اذیت کا سبب بنتی ہے۔ [2]

اسی طرح بیت اللہ کا طواف کرنے کے دوران حجرِ اسود کو بوسہ دینے کی اسلام میں بڑی فضیلت اور اجروثواب ہے۔لیکن اس کی خاطر دھکم پیل کرنا اور لوگوں کو اذیت پہنچانے کی اجازت ہرگز بھی نہیں۔

---

[1] حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: " سنن ابی داود ، رقم الحديث : ٣٤٧ ، كتاب الطهارة ، باب في الغسل يوم الجمعة "

[2] حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: "صحيح مسلم ، رقم الحديث : ٦٩ (٥٦١) ، كتاب المساجد وموضع الصلاة ، باب نهي من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها "

www.idaraghufran.org

بلکہ رش زیادہ ہونے کی صورت میں حجرِ اسود کی جانب اشارہ کرکے بوسہ دینے کا حکم ہے۔ [1]

ان چند مثالوں سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں مسلمانوں کو ایذاء وتکلیف سے بچانا کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔لہٰذا اس کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے اور اپنے قول وفعل اور زبان وہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو ناحق تکلیف اور ایذاء پہنچانے سے ہمیشہ باز رہنا چاہیے۔اس رمضانُ المبارک میں ہم جہاں دیگر کئی نیک کاموں اور عبادات کی کثرت کریں گے وہیں ایک عہد یہ بھی کرلیجیے کہ آج کے بعد ہم ہر قسم کی ایذائے مسلم سے اپنا دامن بچا کر رکھیں گے۔

آخر میں راقم عرض رَسا ہے کہ ان تلخ گزارشات کا مقصود کسی کی دلآزاری ہرگز بھی نہیں بلکہ ایک معاشرتی المیہ کی طرف توجہ مبذول کرانا پیشِ نظر ہے۔جس کے نتیجہ میں،خدا کرے کہ ہم ایذائے مسلم جیسے حرام فعل سے بچ سکیں۔

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر ۔۔۔ کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

[1] حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو:"الموسوعة الفقهية الكويتية ، ج : ١٧ ص : ١٠٧ ، مادة : الحجر الاسود"

www.idaraghufran.org

بسلسلہ :تاریخی معلومات   مولانا طارق محمود

ماہِ صفر: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐......ماہِ صفر ۹۰۱ھ: میں حضرت علاء الدین علی بن یوسف نواوی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۲۸۰)

☐......ماہِ صفر ۹۰۵ھ: میں حضرت ابو العباس احمد غمری قاہری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۱۵۰)

☐......ماہِ صفر ۹۱۱ھ: میں حضرت شیخ علامہ شمس الدین محمد بن محمد بن ابی بکر تیزینی دمشقی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۱۱)

☐......ماہِ صفر ۹۱۲ھ: میں حضرت امین الدین محمد بن محمد جوجوری مصری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۱۹)

☐......ماہِ صفر ۹۱۴ھ: میں سلطان شہاب الدین احمد بن فاقوسی کا انتقال ہوا۔
(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۱۵۲)

☐......ماہِ صفر ۹۱۷ھ: میں حضرت حافظ ناصر الدین ابوبکر بن زریق حنبلی دمشقی صالحی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۱۱۴)

☐......ماہِ صفر ۹۲۲ھ: میں حضرت شیخ فاضل سلطان شاہ غزنوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج ۴، ص ۳۴۴)

☐......ماہِ صفر ۹۲۳ھ: میں حضرت قاضی کریم الدین عبد الکریم بن الاکرم دمشقی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۲۵۵)

☐......ماہِ صفر ۹۲۴ھ: میں حضرت برہان الدین ابراہیم بن قاسم بن محمد دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۱۱۰)

☐......ماہِ صفر ۹۲۷ھ: میں حضرت شیخ احمد بن مجد الدین بن تاج شیبانی نارنولی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج ۴، ص ۳۰۶)

www.idaraghufran.org

☐...... ماہِ صفر ۹۲۸ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن عمر بن سراج الدین حانوتی حنفی مصری رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(خلاصة الأثر فی أعیان القرن الحادی عشر لمحمد امین الحموی الدمشقی، ج۴،ص۷۶)

☐...... ماہِ صفر ۹۲۹ھ: میں حضرت جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن اسکندر بن محمد بن محمد حلبی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱،ص۳۱۷)

☐...... ماہِ صفر ۹۳۰ھ: میں حضرت سید علی بن ابراہیم بن علی بن مہدی بن صلاح بن علی قاسمی شرفی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

(خلاصة الأثر فی أعیان القرن الحادی عشر لمحمد امین الحموی الدمشقی، ج۳،ص۱۲۵)

☐...... ماہِ صفر ۹۳۱ھ: میں حضرت شمس الدین محمد قیصونی قاہری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱،ص۹۵)

☐...... ماہِ صفر ۹۳۲ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن محمد بن محمد گجراتی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۴،ص۴۱۵)

☐...... ماہِ صفر ۹۳۳ھ: میں حضرت شمس الدین ابوعبداللہ محمد منیر بلبیسی خانکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱،ص۹۶)

☐...... ماہِ صفر ۹۳۶ھ: میں حضرت شیخ زین الدین عمر بن احمد بن محمد دارانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۲،ص۲۲۴)

☐...... ماہِ صفر ۹۳۷ھ: میں حضرت علی بن احمد بن موسیٰ بن محمد دیری جوبری دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۲،ص۱۹۹)

☐...... ماہِ صفر ۹۳۸ھ: میں حضرت علی منلا علی عجمی تبریزی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۲،ص۲۱۳)

☐...... ماہِ صفر ۹۴۴ھ: میں حضرت شیخ احمد بن جعفر بن محمود حسینی سندھی گجراتی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۴،ص۳۰۴)

☐...... ماہِ صفر ۹۴۴ھ: میں حضرت شیخ جلال الحق قاضی خان بن یوسف ناصحی عمری ظفر آبادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۴،ص۳۹۷)

☐...... ماہِ صفر ۹۵۰ھ: میں حضرت عبداللہ بن مہلا بن سعید بن علی شرفی یمانی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع للشوکانی، ج۱،ص۴۰۰)

www.idaraghufran.org

علم کے مینار

مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امت کے علماء وفقہاء (قسط 3)

گزشتہ اقساط میں اہلُ السنۃ والجماعۃ کے چاروں فقہی مسالک اوران کی تدوین وترویج کے سلسلہ میں چاروں ائمہ اربعہ کا ذکر قدرے تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے۔

ذیل میں ان حضرات کے اصحاب وتلامذہ اور دیگر ائمہ کا بالترتیب اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، جو کہ ان ائمہ اربعہ اوران کے فقہی مسالک کے ناشر اور ترجمان تھے، اور عالمِ اسلام کو اسلامی فقہ و اقدار سے روشناس کرانے والے تھے۔

حنفی فقہاء

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں تفقہ فی الدین کی تعلیم ہوا کرتی تھی، جن میں علماء وفضلاء کی بڑی جماعت شریک رہتی تھی، جن میں سے ہر ایک آگے چل کر اپنے وقت کا امام بنا، ان میں بعض حضرات شیوخ الحدیث کہلائے، اور اور بعض حضرات فقہ واجتہاد کے شیوخ کہلائے، اور فقہ کے ترجمان وناشر بنے، جبکہ بعض حدیث وفقہ دونوں کے جامع تھے۔

جن میں سے چند مشہور اصحاب وتلامذہ کے مختصر حالات درج ذیل ہیں:

(1)......امام ابو یوسف

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فقہ حنفی کے مشہور امام ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سب سے مقدم مانے جاتے ہیں، آپ کا شمار فقیہ وامام ہونے کے ساتھ ساتھ محدثین میں بھی ہوتا ہے، اجتہاد کے درجہ پر بھی فائز تھے، اسی وجہ سے امام، فقیہ، محدث ہونے کے ساتھ ساتھ مجتہد بھی کہلاتے ہیں۔

آپ کا ذکر ''امام، مجتہد، علامہ، محدث، قاضی القضاۃ'' اور دیگر القابات سے کیا جاتا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، ج۸، ص ۵۳۵ و ۵۳۶، تحت الترجمة: القاضی أبو یوسف یعقوب بن إبراهیم الأنصاری)

آپ کا مکمل اسمِ گرامی ''یعقوب بن ابراہیم بن حبیب'' ہے، ابو یوسف کنیت تھی، آپ صحابی رسول

www.idaraghufran.org

حضرت سعد بن حبہ انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے، جو کہ انصاری صحابی ہیں، اور غزوۂ خندق کے علاوہ دیگر غزوات میں بھی شامل رہے ہیں۔

آپ کو تین عباسی خلفاء ہادیؔ، پھر مہدیؔ اور اس کے بعد ہارون رشید کی طرف سے عہدۂ قضا سپرد کیا گیا، اور اس اس وجہ سے آپ ''قاضی القضاۃ'' اور ''قاضی قضاۃ الدنیا'' کے لقب سے مشہور ہوئے، اور اس طرح آپ وہ پہلی شخصیت ہیں کہ جن کے نام کے ساتھ ''قاضی القضاۃ'' کا لقب لگا، اور خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ میں ہی آپ کی وفات ہوئی، اور تب بھی آپ اسی عہدہ پر فائز تھے۔

فقہ کی تعلیم آپ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حاصل کی، اور فقہ حنفی کے سب سے پہلے ناشر اور ترجمان بنے، آپ کی پیدائش 113 ہجری میں کوفہ میں ہوئی، اول آپ نے حدیث اور روایت کا علم حاصل کیا، پھر امام صاحب کے حلقہ سے منسلک ووابستہ ہو گئے۔

اجتہادی صلاحیتیں

آپ آخر وقت تک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حلقۂ درس سے وابستہ رہے، گویا آپ کو فقہ مکمل طور پر حفظ تھا، امام ابو یوسف رحمہ اللہ تفقہ واجتہاد میں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دیگر تلامذہ اور اپنے ہم عصر اصحاب میں سب سے آگے تھے، اور آپ کا شمار اپنے زمانے کے کبار ''اتباعِ تابعین'' میں تھا، تفقہ واجتہاد کا دارومدار قرآن وحدیث پر ہے، ان دونوں یا ان میں سے کسی ایک کے بغیر کوئی عالم فقیہ ومجتہد نہیں بن سکتا، فرق صرف اتنا ہے کہ ایک محدث، حدیث کی روایت کو زیادہ سے زیادہ ترجیح دیتا ہے، مگر ایک فقیہ حدیث کی روایت سے زیادہ، حدیث کی درایت اور اس سے مسائل کے استخراج واستنباط پر توجہ دیتا ہے، اور جیسا کہ یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ آپ فقیہ ہونے کے ساتھ محدث بھی تھے، اس لیے اس باب میں بھی آپ کو خصوصی مقام حاصل تھا، اجتہادی صلاحیتیں بھی موجود تھیں، اور اس باب کی باریکیوں اور پیچیدگیوں سے بھی آپ بخوبی واقف تھے۔

تفقہ واجتہاد میں خصوصی مقام

امام صاحب کی وفات کے بعد زمانہ میں کافی تغیر واقع ہو چکا تھا، جس کے لیے قرآن وحدیث کی

روشنی میں اجتہاد اور نئے مسائل کے استنباط کی ضرورت تھی، اس لیے آگے چل کر بہت سے مسائل میں آپ نے اپنے اجتہاد اور غور وفکر سے کام لیا، جن کو امت میں قبولیت بھی حاصل ہوئی، اور آج بھی بہت سے مسائل میں آپ کے اقوال وفتاویٰ کو ترجیح اور ان پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

آپ کا شمار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ان ممتاز اور مایہ ناز شاگردوں میں ہوتا ہے کہ جنھوں نے امام صاحب کی نگرانی اور رہنمائی میں فقہ حنفی کو باقاعدہ مدون ومرتب کیا تھا، اور اس طرح آپ کا نام امام صاحب کی اس ''فقہی مجلس'' میں سب سے مقدم ہے۔

آپ نے اپنی تصانیف اور فتاویٰ کے ذریعہ حنفی مسلک کو دنیا بھر میں پھلایا، اور بعض دفعہ قرآن و سنت میں غور وفکر کر کے اور اپنے اجتہاد کی روشنی میں دوسرے مسالک جیسا کہ شافعی اور مالکی مسلک وغیرہ پر بھی فتویٰ دیا، اور فرمایا کرتے تھے کہ:

> میں نے اپنے جس قول میں بھی امام ابوحنیفہ کی مخالفت کی ہے، وہ دراصل (کبھی نہ کبھی) امام صاحب کا قول ہی رہا ہے، مگر یہ کہ آپ نے اس سے رجوع کرلیا تھا (مگر میں نے دلائل میں غور وفکر کیا، اور اپنے اجتہاد کے مطابق اس پر عمل کیا)[1]

آپ چونکہ اپنے زمانہ میں قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز تھے، اس طرح آپ کے بہت سے فیصلے فقہ حنفی میں خصوصی مقام رکھتے تھے، جن کی روشنی میں آج بھی دنیا بھر کے علمائے کرام ومفتیانِ عظام وقت کی ضرورتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فتاویٰ دیتے اور فیصلے فرماتے ہیں۔

امام صاحب کی عزت واحترام

آپ اپنے استاذ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نہایت قدر کیا کرتے تھے، اور اس بات کا اقرار کیا کرتے تھے کہ امام صاحب کی کاوشوں سے ہی آپ علم میں ایک خاص مقام حاصل کر پائے، اور دنیاوی اعتبار سے بھی امام صاحب کی سخاوت وجودت سے غنی ومالدار ہوئے، آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہر شخص کے ساتھ بھلائی اور احسان کرنے والے تھے کہ جسے آپ جانتے تھے''۔

[1] ما قلت قولا خالفت فيه أبا حنيفة إلا وهو قول قاله ثم رغب عنه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۳۳۹، تحت الترجمة: ابويوسف)

www.idaraghufran.org

امام صاحب کی طرف سے حوصلہ افزائی

امام صاحب رحمہ اللہ کو بھی آپ سے بے پناہ محبت اور لگاؤ تھا، آپ نے اپنے جن شاگردوں سے فرمایا تھا کہ تم میرے دل کی ٹھنڈک ہو، ان میں آپ بھی شامل تھے، یہ واقعہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ہی مروی ہے، جس کو آپ خود اپنے الفاظ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:

''ایک دن بارش ہو رہی تھی، اور ہم امام صاحب کے حلقۂ درس میں، ان کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، حاضرین میں داؤد طائی، قاسم بن معن، عافیہ بن یزید، حفص بن غیاث، وکیع بن جراح، مالک بن مغول اور زفر بن ہذیل تھے، آپ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم لوگ میرے دل کا سرور ہو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو، میں نے تمہیں تفقہ فی الدین میں اس قابل بنا دیا ہے کہ لوگ تمہاری اتباع میں دوڑتے ہوئے آئیں گے، اور تمہارے منہ سے نکلی ہوئی ایک ایک بات کو تلاش کرتے ہوں گے، تم میں سے ہر ایک عہدۂ قضاء کی صلاحیت بھی رکھتا ہے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر، اور جو عظیم الشان علم اس نے تمہیں اپنے پاس سے عطا کیا، اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم اس علم کو ذریعہ معاش مت بنانا، اور اگر تم میں سے کوئی عہدۂ قضاء کی آزمائش میں مبتلا ہو جائے، اور پھر وہ اپنے اندر کوئی خرابی محسوس کرے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہو، اور عوام اس سے بے خبر ہوں، تو اس کے لیے منصبِ قضاء پر رہنا جائز نہیں، اور اس سے حاصل شدہ وظیفہ (وآمدنی) پسندیدہ نہیں، اور اگر مجبوراً اس منصب کو سنبھالنا پڑے، تو عوام سے بے تعلق نہ ہو، اور اپنے محلّہ کی مسجد میں لوگوں کے ساتھ پانچ وقت کی نماز ادا کرنا، اور ہر نماز کے بعد اور خاص طور پر عشاء کی نماز کے بعد ان سے ان کی ضروریات کے بارے میں پوچھنا (اگر کوئی ضرورت مند مل جائے، تو اس کی مدد کرنا) اور پھر اپنے گھروں کو جانا۔ اور اگر کبھی کسی بیماری کی وجہ سے مجلسِ قضاء سے غیر حاضر رہو، تو اس دن کی تنخواہ ساقط کر دینا، اور جو امام بھی فیصلہ میں ناانصافی کرے، تو اس کی امامت باطل ہو جائی گی، اور اور اس کا فیصلہ جائز اور قابلِ قبول نہ

ہوگا‘‘۔(مناقب الامام للذہبی،ص۲۸)

حدیث کے باب میں بھی آپ کافی شہرت رکھتے تھے،منقول ہے کہ آپ محدثین کے ہاں حاضر ہوتے ،اور پچاس ساٹھ احادیث بآسانی یاد کر لیتے تھے،اور پھران کواملا کرادیتے۔

امام ابویوسف،امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پہلے شاگرد ہیں کہ جنہوں نے تصنیف وتالیف کا کام کیا، اورامام صاحب کے افکارونظریات کومدون کیا،تصنیف وتالیف کے معاملہ میں وسیع مطالعہ کی حامل شخصیت تھے،اصولِ فقہ سے متعلق سب سے پہلے آپ نے ہی ایک کتاب تالیف کی،جس کی بنیاد آپ نے امام ابوحنیفہ کے مسلک کے اصولوں پر رکھی،آپ کوتفسیر،مغازی اورعربوں کی تاریخ سے متعلق بھی گہراعلم حاصل تھا،اس کے علاوہ مختلف فنون میں آپ کی بہت سی تصنیفات ہیں،جن میں سے چندکاذکرذیل میں کیاجاتاہے:

(1)......الخراج لابی یوسف (2)......کتاب الآثار ”مسند الامام ابی حنیفة“ (3)......النوادر (4)......اختلاف أبی حَنیفة وابن أبی لیلی (5)......الرد علی سیر الأوزاعی (6)......ادب القاضی (7)......الجوامع (8)......اختلاف الامصار (9)......الامالی فی الفقه (10)......الوصایا (11)......کتاب البیوع (12)...... کتاب الصید و الذبائح (13)......کتاب الوکالة.

آپ کی وفات ماہِ ربیع الاول،182ہجری میں بغداد میں ہوئی،اورقریش نامی قبرستان میں دفن کیا گیا۔رحمہم اللہ تعالیٰ(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۱، ص ۳۳۹، تحت الترجمة: ابویوسف)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط 55) مولانا محمد ریحان

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کا نظامِ حکومت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیش آمدہ امور میں دیگر صحابہ کرام سے بھی مشورہ کیا کرتے تھے (جیسا کہ پہلے گزرا) بعض حضرات نے ان صحابہ کرام کی مجلس کا بھی تذکرہ کیا ہے، جس میں بعض خاص صحابہ کرام سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزمرہ کے امور میں مشورہ کیا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ بعض اہم ترین امور جو روزمرہ کے امور کے علاوہ ہوتے تھے، جیسے جنگ وغیرہ کے معاملات، مالِ غنیمت کے معاملات وغیرہ، ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مہاجرین اور انصار اور بعض عوام وخواص سے بھی رائے لیا کرتے تھے۔

چنانچہ شام اور عراق کی مفتوحہ زمینوں کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صحابہ کرام سے مشورہ کے بارے میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے ان فئی کی زمینوں کی تقسیم کے بارے میں مشورہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے عراق وشام میں اہلِ اسلام کو دلوائی تھیں۔ اس سلسلہ میں اپنا مشورہ دیتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے یہ کہا کہ ان لوگوں کو ان کے حقوق دیئے جائیں اور جو کچھ ان لوگوں نے فتح کیا ہے وہ ان کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر ان مسلمانوں کا کیا ہوگا جو آئندہ آئیں گے اور دیکھیں گے کہ زمین اس پر محنت کرنے والے کاشتکاروں سمیت تقسیم کی جا چکی ہے اور بطورِ وراثت باپوں سے بیٹوں کو منتقل ہو چکی ہے اور (انفرادی ملکیت بن کر) مخصوص ہو چکی ہے، یہ تو کوئی مناسب رائے نہ ہوئی۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ نے فرمایا کہ پھر کیا رائے مناسب ہے؟ زمین اور کاشتکار سوائے اس کے اور کیا چیز ہیں کہ انہیں اللہ نے مالِ فئی کے طور پر مسلمانوں کو دلوا دیا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی وہ نوعیت نہیں ہے جو آپ بتا رہے ہیں اور میری

رائے اس کی تقسیم کے حق میں نہیں ہے۔اللہ کی قسم میرے بعد کوئی ایسا شہر فتح نہیں ہوگا جس سے کچھ زیادہ فائدہ حاصل ہو، بلکہ شاید وہ مسلمانوں پر بار ثابت ہوں۔ جب عراق کی زمین اپنے کاشت کاروں سمیت تقسیم کردی جائے گی ،اوراسی طرح شام کی زمین بھی کاشت کاروں سمیت تقسیم کردی جائے گی تو سرحدوں کی حفاظت کس ذریعہ سے کی جائے گی اوراس ملک میں مزید برآں عراق وشام کے دوسرے علاقوں میں جو کم سن بچے اور بیوائیں ہیں ان کا کیا ہوگا؟اس پر دیگر صحابہ کرام نے حضرت عمر رضی اللہ سے کافی بات چیت کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو علاقے ہمیں ہماری تلواروں کے بل پر دلوائے ہیں ان کو کیا آپ ایسے لوگوں کے لیے روکے رکھیں گے جو نہ تو موجود تھے نہ جنگ میں شریک ہوئے؟ آپ ان کو آئندہ نسلوں اوران نسلوں کی آئندہ نسلوں کے لیے روک رکھنا چاہتے ہیں جو موجود بھی نہیں؟

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہتے کہ یہ میری رائے ہے۔اس پر موجود صحابہ کرام نے کہا کہ آپ اس معاملے میں باقاعدہ مشورہ کریں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اولین سے مشورہ کیا تو ان کی آراء بھی اس سلسلہ میں مختلف تھیں۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ ان لوگوں کا حق ان کے درمیان تقسیم کردینا چاہیے۔اور عثمان، علی طلحہ ابن عمر رضی اللہ عنہم کی رائے وہی تھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انصار میں سے دس افراد کو بلوایا،اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے اکابر و اشراف میں سے پانچ پانچ افراد کو بلوایا۔ جب یہ سب لوگ جمع ہوگئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی ایسی حمد وثناء بیان کی جس کا وہ مستحق ہے اور پھر فرمایا:''میں نے آپ حضرات کو صرف اس لیے زحمت دی ہے کہ میرے کندھوں پر جو آپ کے معاملات کی ذمہ داری ہے اس میں آپ میرا ہاتھ بٹائیں ، کیونکہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں،آج آپ حضرات کو حق متعین کرنا ہوگا۔بعض حضرات نے مجھ سے اختلاف کیا ہے اور بعض نے اتفاق۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ حضرات بہرحال وہی رائے قبول کریں جو میں نے اختیار کی ہے،آپ

کے پاس اللہ کی کتاب ہے جو حق بات کہتی ہے، اللہ کی قسم! اگر میں نے کوئی بات کہی ہے جس پر میں عمل کا ارادہ رکھتا ہوں تو اس سے میرا ارادہ سوائے اتباع حق کے کچھ اور نہیں۔'' ان حضرات نے کہا کہ امیر المؤمنین آپ فرمایئے ہم بغور سنیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے اس حضرات کا کلام سن لیا جن کا خیال ہے کہ میں ان کی حق تلفی کر رہا ہوں، میں ظلم کے ارتکاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، اگر میں نے کوئی ایسی چیز جو ان لوگوں کا حق تھی ان کو نہ دی ہو اور دوسروں کو دے دی ہو تو میں بڑا ہی بدقسمت ہوں، لیکن میرا خیال ہے کہ کسریٰ کی زمین کے بعد اب کوئی چیز نہیں رہ گئی ہے جو فتح ہو۔ اللہ تعالی نے ان کے اموال، زمینیں اور کاشت کار ہمیں بطورِ غنیمت کے عطا کیے ہیں۔ ان لوگوں کو غنیمت میں جو مال ملا تھا اسے تو میں نے اس کے مستحقین میں تقسیم کر دیا ہے، اور خمس نکال کر اسے اس کے مقررہ مصارف میں تقسیم کر دیا ہے، بلکہ ابھی تک اس کی تقسیم میں مصروف ہوں، میں نے یہ رائے قائم کی ہے کہ زمینوں کو کاشت کاروں سمیت سرکاری ملکیت قرار دے دوں اور اس کے کاشت کاروں پر خراج عائد کر دوں، اور ان پر فی کس جزیہ مقرر کر دوں، جسے وہ ادا کرتے رہیں، اس طرح جزیہ اور خراج مسلمانوں کے لیے ایک مستقل فئی کا کام کرے گا جس کی آمدنی میں فوجی، کم سن افراد اور آنے والی نسلیں حصہ دار ہوں گی۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ ان سرحدوں کی حفاظت کے لیے بہر حال کچھ آدمی تعینات کرنے ہوں گے جو مستقلا وہاں رہیں، یہ بڑے بڑے شہر جیسے شام، الجزیرہ، کوفہ، بصرہ، مصر، ان میں فوجی چھاؤنیاں قائم رکھنا اور ان کو وظائف دیتے رہنا ناگزیر ہے۔ اب اگر یہ زمینیں اور ان پر محنت کرنے والے کاشت کار تقسیم کر دیئے جائیں گے تو ان لوگوں کو کہاں سے دیا جائے گا؟ تو ان سب حضرات نے کہا کہ آپ ہی کی رائے صحیح ہے، آپ نے جو فرمایا وہ خوب ہے، اور جو رائے قائم کی ہے وہ بہت موزوں ہے، اگر ان شہروں اور سرحدوں میں افواج نہیں رکھی جائیں گی اور ان کے لیے بطور تنخواہ کچھ مقرر نہ کیا جائے تو اہل کفر اپنے

شہروں پر پھر قابض ہو جائیں گے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب معاملہ مجھ پر واضح ہو گیا ہے اب یہ بتاؤ کہ کون ایسا ماہر اور دانش مند ہے جو ان زمینوں کا مناسب طور پر بندوبست کردے،اور کاشت کاروں پر ان کی برداشت کے مطابق (خراج) تجویز کردے؟سب حضرات نے بالاتفاق عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا اور کہا کہ آپ ان کو اس کام کا ذمہ دار بنا سکتے ہیں۔'' (کتاب الخراج لابی یوسف،مکتبہ رحمانیہ) ۱ے

ل وشاورهم فِي قسمة الأرضين الَّتِيُ أفاء الله عَلَى المسلمين من أرض العراق والشام فتكلم قوم فِيُهِ وأرادوا أن يقسموا لَهُمُ حقوقهم وَمَا فتحوا؛ فقال عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ: فكيف بمن يأتي من المسلمين فيجدون الأرض بعلوجهم قَدُ اقتسمت وورثت عَن الآباء وحيزت، مَا هَذَا برأى .فقال لَهُ عبد الرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ: فَمَا الرأى؟ مَا الأرض والعلوج إِلَّا مما فاء الله عَلَيْهِمُ .فقال عمر: مَا هُوَ إِلَّا كما تقول ولَسُتُ أرى ذَلِكَ والله لَا يفتح بعدى بلدا فيكون فِيُهَا كبير نيل بل عسى أن يكون كلا عَلَى المسلمين فإذا قسمت أرض العراق بعلوجها وأرض الشام بعلوجها فَمَا يسد بِهِ الثغور وَمَا يكون للذرية والأرامل بهَذَا البلد وبغيرها من أرض الشام والعراق .استشار عمر الصحابة فِي قسمة الأرض المفتوحة .فأكثروا عَلَى عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وقالوا: أتقف مَا أفاء الله علينا وبأسيافنا عَلَى قوم لم يحضروا ولم يشهدوا ولأبناء القوم ولأبناء أبنائهم ولم يحضروا فكان عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يزيد عَلَى أن يَقُولَ: هَذَا رأيي.قالوا: فاستشر.قَالَ:فاستشار المهاجرين الأولين،فاختلفوا؛ فَأَمَّا عبد الرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فكان رأيه أن تقسم لَهُمُ حقوقهم ورأى عثمان وعلى وطلحة وابن عمر رَضِيَ اللهُ عَنُهما رأى عمر .فأرسل إِلَى عشرة من الأنصار : خمسة من الأوس وخمسة من الخزرج من كبرائهم وأشرافهم فَلَمَّا اجتمعوا حمد الله وأثنى عَلَيُهِ بما هُوَ أهله ثُمَّ قَالَ:إنى لم أزعجكم إِلَّا لأن تشتركوا فِي أمانتي فِيُمَا حملت من أموركم فإني واحد كأحدكم وأنتم اليوم تقرون بالحق خالفني من خالفني ووافقني من وافقني .ولَسُتُ أريد أن تتبعوا هَذَا الَّذِيُ هُوَاى، معكم من الله كتاب ينطق بالحق فوالله لئن كنت نطقت بأمر أريده مَا أريد بِهِ إِلَّا الحق .
قَالُوُا : قل نسمع يا أمير المؤمنين.قَالَ: قَدُ سَمِعُتُ كلامَ هؤلاء القوم الَّذِيُن زعموا أنى أظلمهم حقوقهم وإني أعوذ بالله أن أركب ظلما،لئن كنت ظلمتهم شيئا هُوَ لَهُمُ وأعطيته غيرهم لقد شقيت، ولكن رأيت أَنَّهُ لم يبق شيء يفتح بعد أرض كسرى وَقَدُ غنمنا الله أموالهم وأرضهم وعلوجهم فقسمتُ مَا غنموا من أموال بين أهله وأخرجتُ الخمسَ فوجَّهتُه عَلَى وجهه وأنا فِي توجيهه.
وَقَدُ رأيت أن أحبس الأرضين بعلوجها وأضع عَلَيُهِمُ فِيُهَا الْخِرَاج وَفِيُ رقابهم الجزية يؤدونها فتكون فيئاً للمسلمين؛المقاتلة والذرية ولمن يأتي من بعدهم .أرأيتم هَذِهِ الثغور لابد لَهَا من رجال يلزمونها ، أرأيتم هَذِهِ المدن العظام – كالشام والجزيرة والكوفة والبصرة ومصر – لابد لَهَا من أن تشحن بالجيوش ، وإدرار العطاء عَلَيُهِمُ .فمن أين يعطى هؤلاء إِذَا قسمت الأرضون والعلوج؟ .فَقَالُوُا جميعاً : الرأى رأيك ، فنعم مَا قلتَ وَمَا رأيتَ ، إن لم تشحن هَذِهِ الثغور وهَذِهِ المدن بالرجال وتجرى عَلَيُهِمُ مَا يتقوون بِهِ رجع أَهُل الكفر إِلَيَّ مدنهم .فَقَالَ: قَدُ بان لِيُ الأمر فمن رجل لَهُ جزالة وعقل يضع الأرض مواضعها ، ويضع عَلَى العلوج مَا يحتملون ؟فاجتمعوا لَهُ عَلَى عثمان بن حنيف وقَالُوُا : تبعثه إِلَى أَهُل ذَلِكَ ، فإن لَهُ بصراً وعقلاً وتجربة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام سے مشورہ کیا کرتے تھے، اور پیچیدہ امور میں دیگر مہاجرین وانصار اور دیگر قبائل کے اکابر واشراف سے بھی مشورہ کیا کرتے تھے۔ اور اپنی رائے کو محض رائے کی حیثیت سے سب کے سامنے رکھا کرتے تھے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

.فأسرع إِلَيْهِ عمر فولاه مساحة أرض السواد فأدت جباية سواد الكوفة قبل أن يموت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بعام مائة ألف ألف درهم ، والدرهم يومئذ درهم ودانقان ، ونصف ، وكَانَ وزن الدرهم يومئذ وزن المثقَالِ.(كتاب الخراج لأبي يوسف ص ٢٥،٢٦ المطبعةالسلفية ومكتبتها القاهرة الطبعة الثالثة)

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

آج کا بچہ!

پیارے بچو!ہمارے جتنے بھی مسلمان بچے ہیں،چاہے وہ مدرسوں میں پڑھتے ہوں ،یااسکول،کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہوں،ان کے پاس زندگی گزارنے کا کوئی ایسا ٹھوس مقصد نہیں ہوتا،جس سے وہ اپنے دین یا دنیا کا کوئی فائدہ کرسکیں۔حفظ کرنے والے بچوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ ان کے والدین نے اپنے بچوں کو اس وجہ سے مدرسہ کا رخ دیا ہوتا ہے کہ یا تو وہ اسکول میں چل نہیں پاتے یا پھر بچے زیادہ ہونے کی وجہ سے گھر میں سکھ کا سانس لینے کے ان کو چند لمحے مل جاتے ہیں۔ایک اور بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ والدین کے ذہن میں یہ فضیلت سوار رہتی ہے کہ حافظ کے والدین کے سر پر قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا،جس کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہوگی۔اور حافظ اپنے خاندان میں سے کئی لوگوں کی سفارش کرے گا وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ اگر دیکھا جائے تو قرآن یاد کرنا اتنا مشکل کام نہیں جتنا اسے محفوظ رکھنا یا ہمیشہ کے لیے یاد رکھنا مشکل ہے۔اب اگر حافظ خدانخواستہ قرآن مجید بھول گیا تو اس کا وبال بھی احادیث میں بیان ہوا ہے۔

اسی طرح قرآن مجید کے صرف الفاظ یاد کر لینے اور اس پر عمل نہ کرنے سے وہ فضائل حاصل نہ ہوں گے جو احادیث میں بیان کیے گئے ہیں،بلکہ قرآن مجید کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے پر ہی انسان کامیاب ہوگا،تو دوسروں کی کامیابی کا بھی ذریعہ بنے گا۔اور یہ صرف اور صرف قرآن مجید کے سمجھنے پر ہی ہوسکتا ہے۔اب والدین ہی کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن مجید یاد کروانے کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت بھی قرآن کے مطابق کریں،اور ان بچوں کو اس قابل بنائیں کہ وہ قرآن مجید کو سمجھ کر اپنی زندگی کے ہر لمحہ اور گھڑی کو اس کے مطابق گزاریں۔ایسا کرنے پر ہی ایک بچہ ایک کامیاب فرد کی حیثیت سے سوسائٹی میں پاؤں رکھے گا،اور سوسائٹی میں ایک مفید رکن کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں بخوبی انجام دے گا۔

www.idaraghufran.org

اسی طرح ہمارے دینی اداروں میں ذہنی وجسمانی تربیت کی بھی کمی ہے۔اس کمی کی وجہ سے دینی ادارہ سے پڑھا بچہ اپنی موجودہ سوسائٹی میں کھپ نہیں پاتا۔نہ تو اسے جسمانی مشقت کی عادت ہوتی ہے۔اور نہ ہی لوگوں کی باتوں کی برداشت ہوتی ہے،اور نہ ہی اسے عملی وپریکٹیکل میدان میں کام کرنے میں کوئی دلچسپی ہوتی ہے،کیونکہ اس کام کو دین کا حصہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔

دوسری طرف ہمارے اسکول کالجز اور یونیورسٹریز کے بچے ہوتے ہیں،جن کا مقصد صرف اور صرف ڈگری کا حصول،اور اس کے بعد چند ہزار کی نوکری پر اپنی زندگی گزارنے کا فیصلہ ہوتا ہے۔اب سونے پرسہاگہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے وہ معاشرے میں مفید فرد تو کیا اپنی زندگی میں ہی ناکام رہتے ہیں،چہ جائیکہ وہ سوسائٹی میں بہتر کام کرکے اس کو نیا موڑ دے سکیں۔یہاں تربیت سے مراد دونوں قسم کی تربیت ہے،روحانی تربیت بھی اور ذہنی وجسمانی تربیت بھی جسے آج کے دور میں پریکٹیکل اسکلز کہا جاتا ہے۔

دونوں طرف بے اعتدالی کی ایک اور وجہ جدید دور کی ٹیکنالوجی کی شکل میں چلتی پھرتی پوری دنیا اس وقت ہر ایک بچہ کے ہاتھ میں ہر وقت موجود ہے۔اس چلتی پھرتی دنیا جسے موبائل بھی کہا جاتا ہے،ہمارے بچے کو بے کار بنادیا ہے۔کم عمر بچے گیموں میں وقت ضائع کرکے اپنی انرجی کو غلط جگہ استعمال کرکے اپنے سوچنے سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی طاقت وقوت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔بچوں کا ایک طبقہ سوشل میڈیا کا غلط استعمال کرکے اپنی دین کو تو کیا بچاتا،دنیا میں بھی اپنی صلاحیتوں کو تباہ وبرباد کردیتا ہے۔آج کل تو بچے پیدا ہوتے ہیں،تو والدین کو ہر وقت موبائل میں جتے ہوئے دیکھ کر اسے سونے کی چڑیا سمجھتے ہیں۔والدہ جب ہر وقت موبائل میں لگی رہتی ہے،تو بچے کی تربیت تو کیا ہو پاتی،الٹا بچہ کو موبائل جیسی زہر آلود چیز کے استعمال کی تربیت دے رہی ہوتی ہے۔

ان سب چیزوں کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارا وہ طبقہ جو خود تربیت کرنے والا تھا چاہے وہ والدین کی شکل میں ہو،یا پھر استاذ کی شکل میں ہو،یا پھر کسی اور شکل میں ہو،خود ہی غیر تربیت یافتہ ہے۔ایک تربیت یافتہ انسان ہی کسی فکر کو دوسرے کے اندر منتقل کرپاتا ہے۔

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط42) مفتی طلحہ مدثر

عدالتی تفریق میں خواتین کے اختیارات (چھٹا حصہ)

معزز خواتین! پچھلی قسط میں ایسی خواتین کے فسخ اور طلاق کے احکام کا ذکر کیا گیا تھا، جن کے شوہر حیات تو ہوں، لیکن وہ بیوی کو چھوڑ کر کسی دوسرے علاقے میں جا چکے ہوں، اور بیوی کے ساتھ آباد ہونے کی کوئی صورت اختیار نہ کر رہے ہوں، ایسی صورت میں مخصوص شرائط کے ساتھ عدالت کو نکاح فسخ کرنے یا طلاق دینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

لیکن اگر کبھی ایسی صورتحال پیدا ہوا جائے، کہ کوئی شخص لاپتہ ہو جائے، اور اس کے حالات کے بارے میں کوئی علم حاصل نہ ہو سکے، کہ وہ حیات ہے، یا فوت ہو گیا، ایسے شخص کو عربی میں ''مفقود'' کہتے ہیں، ایسے شخص کی بیوی کے لیے صورتحال کافی پیچیدہ ہو جاتی ہے، اس کے لیے یقینی کیفیت یہی ہوتی ہے، کہ وہ کسی کے نکاح میں ہے، اور اسی حالت میں اس کا شوہر لاپتہ ہوا، لیکن اگر اسی حالت میں کافی عرصہ گزر جائے، تو ایسی عورت کو دینی اور دنیاوی اعتبار سے ناقابلِ برداشت ضرر اور تکلیف لاحق ہونے کا امکان ہے، قرآن واحادیث میں ایسی عورت کے بارے میں کوئی صریح اور واضح حکم دستیاب نہیں ہے، اس بارے میں بعض علماء نے ایک ضعیف اور مجمل حدیث بیان کی ہے، جس سے حلال وحرام سے متعلق کوئی حکم ثابت نہیں ہو سکتا۔

گمشدہ شخص کے مال واسباب کا حکم

اکثر فقہاء کے نزدیک مفقود (گمشدہ) اپنے مال کے اعتبار سے زندہ شمار کیا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے، مفقود (گمشدہ) کی ملکیت میں جو مال، جائیداد، روپیہ، پیسہ وغیرہ ہے، وہ اس کے وارثین میں تقسیم نہیں کیا جائے گا، یہاں تک کہ تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت واضح ہو جائے، یا تو گمشدہ شخص واپس آجائے، ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ وہ اپنے مال کا مالک ہو گا جیسے چاہے خرچ کرے، دوسری صورت یہ ہے، کہ گمشدہ شخص کی وفات ثابت ہو جائے، یعنی یقینی طور پر یہ معلوم

www.idaraghufran.org

ہوجائے، کہ اس شخص کی وفات ہوگئی ہے، ایسی صورت میں، دیگر عام لوگوں کی طرح اس کی میراث ورثاء میں تقسیم کردی جائے گی، اگر ان دونوں صورتوں میں کوئی بھی صورت نہ پائی جائے، تو پھر تیسری صورت اتنے عرصہ تک انتظار کرنے کا حکم دیا جائے گا، کہ جس کے بعد یہ یقین یا غالب گمان ہوجائے، کہ وہ گمشدہ شخص اب حیات نہیں رہا ہوگا، جس کا اندازہ گمشدہ شخص کے علاقے میں اس کے ہم عمر افراد کی وفات سے لگایا جاسکتا ہے، تمام فقہاء نے اپنے اپنے اجتہاد کی روشنی میں اس زمانے کی حد متعین کی ہے، کسی نے ستر سال، کسی نے اسی سال، کسی نے نوے سال، اس سلسلے میں ہمیں تقریباً باسٹھ سال سے لے کر ایک سو بیس سال تک کے اقوال ملتے ہیں، جبکہ بعض حضرات کا قول یہ ہے، مفقود کے بارے میں موت کا حکم صادر کرنے کے لیے، سالوں کی گنتی (مثلاً ستر، اسی، نوے سال وغیرہ) کے اعتبار سے کوئی حد مقرر نہیں ہے، بلکہ اس کا فیصلہ حاکم اور قاضی وغیرہ کی رائے پر منحصر ہے، وہ خود گمشدہ شخص کے حالات اور دوسرے قرائن کو مدِ نظر رکھ کر موت کا حکم نامہ جاری کر سکتے ہیں۔

جب اتنا عرصہ گزر جائے، تو اگر چہ حتمی طور پر گمشدہ شخص کی موت کا علم تو نہیں حاصل ہوگا، لیکن غالب گمان یہی ہوگا، اب وہ شخص حیات نہیں رہا، اس کے بعد عدالت کا حکم نامہ جاری ہوگا، (بعض فقہائے کرام کے نزدیک اس صورت میں عدالت کا حکم نامہ شرط نہیں ہے) جس کے بعد سے گمشدہ شخص کو مردہ تصور کیا جائے گا، اور اس کے موجودہ وارثوں میں اس کی میراث تقسیم کردی جائے گی، گمشدہ شخص کے جو وارثین، اس حکم نامہ سے پہلے انتقال کر گئے، ان کا میراث میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

گمشدہ شخص کی بیوی کا حکم

جیسے گمشدہ شخص اپنے مال و جائداد کے بارے میں زندہ تصور کیا جاتا ہے، فقہ حنفی و فقہ شافعی میں اپنی زوجہ کے حق میں بھی وہ زندہ ہی تصور کیا جاتا ہے، اس بنیاد پر ایسے شخص کی بیوی کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی، یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

یہ ایسی عورت ہے، کہ اُس پر آزمائش آ پہنچی ہے، بس وہ صبر کرے یہاں تک کہ (خاوند

www.idaraghufran.org

کی طرف سے) موت یا طلاق (کی خبر) آجائے (مصنف عبدالرزاق،12334)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ قول کئی جلیل القدر تابعین وفقہاء سے مروی ہے۔

البتہ فقہ حنفی میں بھی بعض صورتوں میں، جبکہ قرائن کی بناپر گمشدہ کے فوت ہوجانے کا غالب گمان ہو، قاضی خود بھی اس کی بیوی کو عدت وفات گزارنے کے بعد نکاح کی اجازت دے سکتا ہے۔

جبکہ اس قول کے برعکس، حضرت عمر، حضرت عثمان بن عفان، عبداللہ بن عمر اور دیگر متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول یہ ہے، کہ گمشدہ شخص کی بیوی چار سال انتظار کرے گی، پھر چار مہینہ دس (کی عدت وفات) گزار کر آزاد ہوگی، اگر دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ نے بعض شرائط کے ساتھ اس قول کو اختیار کیا ہے، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قول اسی کے مطابق ہے، اور یہ چار سال اکثر حضرات کے نزدیک اس وقت سے شروع ہونگے، جب عورت اپنا مقدمہ عدالت میں لے جائے گی۔

اگرچہ حنفی فقہ کا اصل مسلک وہی ہے، جس کا ذکر پہلے کیا گیا، لیکن متعدد حنفی فقہاء کرام نے ضرورت کے پیشِ نظر فقہ مالکی کے مطابق فتویٰ دیا ہے، خاص طور پر گزشتہ صدی میں نامور علمائے کرام نے باقاعدہ مالکی علمائے کرام سے مراسلت کرکے، اس موضوع پر رسائل تحریر کیے ہیں، جن میں مالکی مسلک کی شرائط وغیرہ کا مفصلاً ذکر کیا گیا ہے۔

گمشدہ شخص کے واپس آجانے پر بیوی کے لیے حکم

اگر گمشدہ شخص واپس آجائے، تو بہت سے علماء کے نزدیک اس کا پہلا نکاح برقرار رہے گا، خواہ اس کی بیوی نے عدالت سے رجوع کرکے، عدتِ وفات گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح بھی کرلیا ہو، جس کے بعد آپس کا تعلق بھی قائم ہوگیا ہو، بہر حال یہ عورت پہلے شوہر کو ہی ملے گی، جبکہ دیگر متعدد علماء کی رائے یہ ہے، کہ اگر گمشدہ شخص کی بیوی نے، ابھی تک عدالت سے رجوع کرنے کے بعد کسی سے شادی نہ کی ہو، یا شادی تو کرلی ہو، لیکن ابھی تک کسی قسم کا تعلق قائم نہیں کیا ہو، تو ایسی صورت میں تو وہ پہلے شوہر کو ملے گی، اور اگر دوسرے نکاح کے بعد تعلق بھی قائم ہوگیا ہو، تو اب پہلے شوہر کا حق ختم ہوجائے گا۔ (جاری ہے.........)

ماہِ رمضان کی خصوصیات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قَدْ جَاءَ کُمْ رَمَضَانُ، شَھْرٌ مُبَارَکٌ، افْتَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ صِیَامَہٗ، تُفَتَّحُ فِیْہِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغَلَّقُ فِیْہِ أَبْوَابُ الْجَحِیْمِ، وَتُغَلُّ فِیْہِ الشَّیَاطِیْنُ، فِیْہِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَھْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَیْرَھَا، فَقَدْ حُرِمَ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ آچکا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں، اس مہینہ میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنّم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور اس مہینہ میں شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے، اس مہینہ میں ایک رات (یعنی لیلۃ القدر) ایسی ہے جو کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس رات کی خیر (کو حاصل کرنے) سے محروم ہوگیا، تو وہ پورا محروم ہے (مسند احمد، حدیث نمبر 7148)

اس حدیث سے رمضان کے مہینے کی یہ خصوصیت معلوم ہوئی کہ اس مہینے میں جنت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کی بارش برستی ہے، اور جہنم کے تمام دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، اور شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے، لہٰذا اس بابرکت اور بارحمت مہینے اور اس کے ہر لمحہ کی قدر کرنی چاہئے، اور لیلۃ القدر کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

www.idaraghufran.org

ماہِ رمضان جہنم سے آزادی، دعاؤں کی قبولیت اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پس جنت کا کوئی دروازہ بھی پورے مہینے بند نہیں کیا جاتا، اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، پس جہنم کا کوئی دروازہ بھی پورے مہینے کھولا نہیں جاتا، اور سرکش جنات کو قید کردیا جاتا ہے، اور آسمان سے پکارنے والا ہر رات صبح ہونے تک یہ پکارتا ہے کہ اے خیر کو طلب کرنے والے! آگے بڑھ اور خوشخبری حاصل کر، اور اے شر کو طلب کرنے والے! رُک جا اور دیکھ، اور ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا، جس کی ہم مغفرت کریں، ہے کوئی توبہ کرنے والا، جس کی ہم توبہ قبول کریں، ہے کوئی دعا کرنے والا، جس کی ہم دعا قبول کریں، ہے کوئی مانگنے والا، جس کو ہم مانگی ہوئی چیز دیں، اور اللہ عزوجل کے لئے پورے رمضان میں افطار کے وقت ہر رات میں جہنم سے ساٹھ ہزار لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے، پس جب عیدُ الفطر کا دن ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کو آزاد فرماتے ہیں، جتنے لوگوں کو پورے مہینے تیس مرتبہ ساٹھ ساٹھ ہزار کو آزاد فرمایا (شعب الایمان، حدیث نمبر 3334)

محدثین فرماتے ہیں کہ ساٹھ ہزار کا عدد کثرت کو بیان کرنے کے لیے ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے رمضان المبارک میں کثرت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہیں۔

روزہ میں غیبت، جھوٹ اور دوسرے گناہوں کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں (بخاری، حدیث نمبر 1903)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

ترجمہ: خبردار کہ روزہ صرف کھانے اور پینے سے بچنے کا نام نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل اور لغو باتوں سے بچنا بھی ضروری ہے (شعب الایمان، حدیث نمبر 3372)

مطلب یہ ہے کہ روزہ میں صرف کھانے اور پینے سے بچنے ہی کا اہتمام کافی نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل اور لغو باتوں سے بچنا بھی ضروری ہے، اور جو شخص روزہ رکھ کر گناہ کے کام خاص کر زبان کے گناہ مثلاً جھوٹ، غیبت، بہتان، تہمت، گالی گلوچ، لعن طعن، جھوٹی گواہی اور قسم وغیرہ نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی طرف زیادہ توجہ نہیں ہوتی، اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے روزہ کو شرفِ قبولیت عطا نہیں فرماتے، کیونکہ اس قسم کی چیزیں تو روزہ کے علاوہ بھی گناہ ہیں، اور روزہ رکھ کر گناہوں سے بچنا اور زیادہ ضروری ہے۔

www.idaraghufran.org

رمضان المبارک کے روزوں اور نمازِ تراویح کی عظیم الشان فضیلت

حضرت عمرو بن مرۃ جہنی سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، أَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ ، وَأَدَّيْتُ الزَّكَاةَ ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ ، وَقُمْتُهُ ، فَمِمَّنْ أَنَا ؟ قَالَ: مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ.

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ذرا بتلایئے کہ اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور آپ، اللہ کے رسول ہیں، اور میں پانچ وقت کی نماز پڑھوں اور زکاۃ ادا کروں، اور رمضان کے روزے رکھوں، اور رمضان میں قیام کروں (اور تراویح پڑھوں) تو میں کن لوگوں میں سے شمار کیا جاؤں گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ صدیقین اور شہداء میں سے (صحیح ابنِ حبان، حدیث نمبر 3438)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدیقین اور شہداء کا مقام حاصل ہونے میں ایمان کے بعد نماز، زکاۃ اور رمضان کے روزوں کے ساتھ قیامِ رمضان یعنی تراویح کے عمل کو بھی دخل ہے۔

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

”عمل بالحدیث“ کا حکم (قسط3)

علامہ ابنِ تیمیہ کا ساتواں حوالہ

علامہ ابنِ تیمیہ کے فتاویٰ میں ہی ایک مقام پر ہے کہ:

وسئل:عمن يقلد بعض العلماء فى مسائل الاجتهاد :فهل ينكر عليه أم يهجر؟ وكذلك من يعمل بأحد القولين؟

فأجاب:الحمد لله، مسائل الاجتهاد من عمل فيها بقول بعض العلماء لم ينكر عليه ولم يهجر ومن عمل بأحد القولين لم ينكر عليه وإذا كان فى المسألة قولان :فإن كان الإنسان يظهر له رجحان أحد القولين عمل به وإلا قلد بعض العلماء الذين يعتمد عليهم فى بيان أرجح القولين والله أعلم.

وسئل -رضى الله عنه :-ما تقول السادة العلماء أئمة الدين -رضى الله عنهم أجمعين -فى رجل سئل إيش مذهبك؟ فقال :محمدى أتبع كتاب الله وسنة رسوله محمد صلى الله عليه وسلم فقيل لا: ينبغى لكل مؤمن أن يتبع مذهبا ومن لا مذهب له فهو شيطان فقال : إيش كان مذهب أبى بكر الصديق والخلفاء بعده -رضى الله عنهم -؟ فقيل له :لا ينبغى لك إلا أن تتبع مذهبا من هذه المذاهب فأيهما المصيب؟ أفتونا مأجورين.

فأجاب:الحمد لله!إنما يجب على الناس طاعة الله والرسول وهؤلاء أولوا الأمر الذين أمر الله بطاعتهم فى قوله: (أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم)إنما تجب طاعتهم تبعا لطاعة الله ورسوله

لا استقلالا ثم قال: (فإن تنازعتم فی شیء فردوه إلی الله والرسول إن كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر ذلک خير وأحسن تأويلا) وإذا نزلت بالمسلم نازلة فإنه يستفتي من اعتقد أنه يفتيه بشرع الله ورسوله من أی مذهب كان ولا يجب على أحد من المسلمين تقليد شخص بعينه من العلماء فی كل ما يقول ولا يجب على أحد من المسلمين التزام مذهب شخص معين غير الرسول صلى الله عليه وسلم فی كل ما يوجبه ويخبر به بل كل أحد من الناس يؤخذ من قوله ويترک إلا رسول الله صلى الله عليه وسلم .واتباع شخص لمذهب شخص بعينه لعجزه عن معرفة الشرع من غير جهته إنما هو مما يسوغ له ليس هو مما يجب على كل أحد إذا أمكنه معرفة الشرع بغير ذلک الطريق بل كل أحد عليه أن يتقی الله ما استطاع ويطلب علم ما أمر الله به ورسوله فيفعل المأمور ويترک المحظور (مجموع الفتاوىٰ، ج ۲۰ ص ۲۰۷ الی ۲۰۹، اصول الفقه "التمذهب")

ترجمہ: اور ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا، جو اجتہادی مسائل میں بعض علماء کی تقلید کرتا ہے کہ کیا اس پر نکیر کی جائے گی، یا اس سے ترکِ تعلق کیا جائے گا؟ اور اسی طریقے سے جو شخص مجتہدین کے دو قولوں میں سے کسی ایک قول پر عمل کرتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

تو علامہ ابنِ تیمیہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ الحمدللہ! اجتہادی مسائل میں جو شخص بعض علماء وفقہاء کے قول پر عمل کرے، تو اس پر نہ تو نکیر کی جائے گی، اور نہ ترکِ تعلق کیا جائے گا، اور جو شخص مجتہدین کے دو قولوں میں سے کسی ایک قول پر عمل کرے، تو اس پر بھی نکیر نہیں کی جائے گی۔ [1]

---

[1] علامہ ابنِ تیمیہ نے دوسرے مقام پر بھی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اجتہادی مسائل میں جو شخص بعض علماء کے قول پر عمل کرلے، تو اس پر نہ تو نکیر کی جائے گی، اور نہ ترکِ تعلق کیا جائے گا۔

هذه مسائل اجتهاد فمن فعل منها بقول بعض العلماء لم ينكر عليه ولم يهجر (مجموع الفتاوىٰ، ج ۲۴ ص ۱۶، كتاب الفقه، باب صلاة أهل الأعذار)

www.idaraghufran.org

اور اگر کسی ایک مسئلے میں دوقول ہوں، اور کسی شخص کو ان دونوں قولوں میں سے کسی ایک قول کا رجحان ظاہر ہوجائے، تو وہ اس پر عمل کرے گا، ورنہ ان بعض علماء کی تقلید کرے گا، جن کے دوقولوں میں سے راجح قرار دیئے جانے والے قول کے بیان میں اعتماد کیا جاتا ہے، واللہ أعلم۔

اور ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ ائمۂ دین کے علمائے سادات رحمہم اللہ اجمعین اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، جس سے پوچھا گیا کہ تیرا مذہب کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرا مذہب، اللہ کی کتاب اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرنا ہے۔

اس کو جواب میں کہا گیا کہ یہ بات درست نہیں، ہر مومن کے لیے کسی مذہب کی اتباع ضروری ہے، اور جس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، تو وہ شیطان ہوتا ہے۔

اس نے جواب میں کہا کہ ابوبکر صدیق اور آپ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا مذہب کون سا تھا؟

تو اس کو جواب میں کہا گیا کہ تمہارے لیے جائز نہیں، مگر یہ کہ ان مذاہب میں سے کسی مذہب کی اتباع کریں، تو ان میں سے کون سا شخص صحیح ہے؟ آپ ہمیں فتویٰ دے کر اجر وثواب حاصل کریں؟

علامہ ابنِ تیمیہ نے جواب دیا کہ الحمد للّٰہ! لوگوں پر صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت واجب ہے، اور یہ اولی الامر جن کی اطاعت کا اللہ نے اپنے اس قول ”أطیعوا اللّٰہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم“ میں حکم فرمایا ہے، تو ان کی اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول کے تابع ہو کر واجب ہے، نہ کہ مستقل ہونے کی حیثیت سے، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”فإن تنازعتم فی شیء فردوہ إلی اللّٰہ والرسول إن کنتم تؤمنون باللّٰہ

والیوم الآخر ذٰلک خیر وأحسن تأویلا“ [1]

کہ ”اگر کسی چیز میں تمہارا تنازع اور اختلاف ہو، تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور تاویل کے اعتبار سے احسن ہے“ پس جب مسلم کو کوئی واقعہ پیش آئے، تو وہ اس شخص سے فتویٰ طلب کرے، جس کے بارے میں وہ یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اسے اللہ اور اس کے رسول کی شریعت کے مطابق فتویٰ دے گا، خواہ اس کا تعلق کسی بھی فقہی مذہب سے ہو۔

اور مسلمین میں سے کسی پر بھی شخصِ معین کے مذہب کا التزام واجب نہیں، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، ہر اس چیز میں جو وہ اس پر واجب قرار دیں، اور جس کی وہ خبر دیں، بلکہ لوگوں میں سے ہر ایک کے قول کو لیا بھی جائے گا، اور چھوڑا بھی جائے گا، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، اور کسی شخص کا متعین شخص کے مذہب کی اتباع اس وجہ سے کرنا کہ وہ خود سے شریعت کی معرفت سے عاجز ہے، یہ اس کے لیے جائز عمل ہے، مگر ہر ایک پر واجب نہیں، جب اس کو اس طریقہ کے علاوہ شریعت کی معرفت (خود اجتہاد کر کے، یا کسی دوسرے مجتہد سے سوال کر کے) ممکن ہو، اور ہر ایک پر واجب ہے کہ وہ اپنی حسبِ استطاعت اللہ سے ڈرے، اور اللہ اور اس کے رسول نے جو حکم دیا ہے، اس کا علم طلب کرے، پھر مامور چیز کو اختیار کرے، اور ممنوع چیز کو ترک کرے (مجموع الفتاویٰ)

اس عبارت سے اور باتوں کے ساتھ یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ معین مذہب کا التزام واجب نہیں، اگرچہ معین مذہب کی اتباع، اس کو شارحِ شریعت سمجھ کر جائز عمل ہے۔

---

[1] وقوله فإن تنازعتم فی شیء فردوه إلی الله والرسول قال مجاهد وغیر واحد من السلف أی إلی کتاب الله وسنة رسوله . وهذا أمر من الله عز وجل بأن کل شیء تنازع الناس فیه من أصول الدین وفروعه أن یرد التنازع فی ذلک إلی الکتاب والسنة کما قال تعالی وما اختلفتم فیه من شیء فحکمه إلی الله (الشوری : 10) فما حکم به الکتاب والسنة وشهدا له بالصحة فهو الحق، وماذا بعد الحق إلا الضلال، ولهذا قال تعالی إن کنتم تؤمنون بالله والیوم الآخر أی ردوا الخصومات والجهالات إلی کتاب الله وسنة رسوله فتحاکموا إلیهما فیما شجر بینکم إن کنتم تؤمنون بالله والیوم الآخر (تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۳۰۴، سورة النساء)

www.idaraghufran.org

علامہ ابنِ قیم کا حوالہ

علامہ ابنِ قیم جوزیہ(المتوفی:751ھ)فرماتے ہیں کہ:

وهل يلزم العامي أن يتمذهب ببعض المذاهب المعروفة أم لا؟

فيه مذهبان :

أحدهما: لا يلزمه، وهو الصواب المقطوع به إذ لا واجب إلا ما أوجبه الله ورسوله، ولم يوجب الله ولا رسوله على أحد من الناس أن يتمذهب بمذهب رجل من الأمة فيقلده دينه دون غيره، وقد انطوت القرون الفاضلة [مبرأة مبرأ] أهلها من هذه النسبة، بل لا يصح للعامي مذهب ولو تمذهب به فالعامي لا مذهب له لأن المذهب [إنما يكون]لمن له نوع نظر واستدلال، [ويكون بصيرا بالمذاهب]على حسبه أو لمن قرأ كتابا في فروع ذلك المذهب وعرف فتاوى إمامه وأقواله، وأما من لم يتأهل لذلك البتة، بل قال: أنا شافعي أو حنبلي أو غير ذلك لم يصر كذلك بمجرد القول، كما لو قال: أنا فقيه أو نحوي أو كاتب لم يصر كذلك بمجرد قوله.

يوضحه أن القائل [أنه] شافعي أو مالكي أو حنفي يزعم أنه متبع لذلك الإمام سالك طريقه، وهذا إنما يصح له إذا سلك سبيله في العلم والمعرفة والاستدلال فأما مع جهله وبعده جدا عن سيرة الإمام وعلمه وطريقه فكيف يصح له الانتساب إليه إلا بالدعوى المجردة والقول الفارغ من [كل] معنى؟ والعامي لا يتصور أن يصح له مذهب ولو تصور ذلك لم يلزمه ولا لغيره، ولا يلزم أحدا قط أن يتمذهب بمذهب رجل من الأمة [بحيث يأخذ أقواله كلها ويدع أقوال غيره.

وهذه بدعة قبيحة حدثت في الأمة]لم يقل بها أحد من أئمة الإسلام وهم أعلى رتبة، وأجل قدرا، وأعلم بالله ورسوله من أن يلزموا الناس

بـذلک، وأبعد منه قول من قال: يـلزمه أن يتمذهب بمذهب عالم من الـعلماء، وأبعد منه قول من قال: يـلـزمه أن يتمذهب بأحد المذاهب الأربعة.

فيالـلـه الـعـجب، ماتت مذاهب أصحاب رسول الله –صلى الله عليه وسـلـم–، ومـذاهـب التـابعين، وتابعيهم وسائر أئمة الإسلام، وبطلت جـملة إلا مذاهب أربعة أنفس فقط من بين سائر الأمة والفقهاء؟! وهل قـال ذلک أحـد مـن الأئـمة أو دعـا إليه أو دلت عليه لفظة واحدة من كلامه عليه؟

والـذی أوجبه الله [تعالى] ورسـولـه على الصحابة والتابعين وتابعيهم هو الذی أوجبه على من بعدهم إلى يوم القيامة لا يختلف الواجب، ولا يتبـدل، وإن اختلفت كيفيته أو قدره باختلاف القدرة والعجز والزمان والمكان والحال فذلک أيضا تابع لما أوجبه الله ورسوله.

ومـن صـحح للعامی مذهبا قال: هـو قـد اعتقد أن هذا المذهب الذی إنتسب إليه هو الحق فعليه الوفاء بموجب اعتقاده.

وهـذا الـذی قـالـه هؤلاء لـو صـح لـلـزم مـنه تحريم استفتاء أهل غير الـمـذهـب الذی انتسب إليه، وتحريم تمذهبه بمذهب نظير إمامه، أو أرجـح مـنـه أو غيـر ذلک مـن الـلـوازم التـی يدل فسادها على فساد مـلـزومـاتهـا، بل يلزم منه أنه إذا رأی نص رسول الله –صلى الله عليه وسـلـم– أو قـول خلفائه الأربعة مع غير إمامه أن يترک النص وأقوال الصحابة ويقدم عليها قول من انتسب إليه.

وعـلى هذا فله أن يستفتی من شاء من أتباع الأئمة [الأربعة] وغيرهم، ولا يـجـب عـليـه ولا على المفتی أن يتقيد بـ[أحد من الأئمة] الأربعة بـإجـماع الأمة، كما لا يجب على العالم أن يتقيد بحديث أهل بلده أو غيـره مـن البـلاد، بـل إذا صـح الـحديث وجب عليه العمل به حجازيا

www.idaraghufran.org

كان أو عراقيا أو شاميا أو مصريا أو يمنيا.

وكذلك لا يجب على الإنسان التقيد بقرائة السبعة المشهورين باتفاق المسلمين، بل إذا وافقت القرائة رسم المصحف الإمام وصحت في العربية وصح سندها جازت القرائة بها وصحت الصلاة بها اتفاقا، بل لو قرأ بقرائة تخرج عن مصحف عثمان وقد قرأ بها رسول الله –صلى الله عليه وسلم– والصحابة بعده جازت القرائة بها ولم تبطل الصلاة بها على أصح الأقوال.

والثاني: تبطل الصلاة بها، وهاتان روايتان منصوصتان عن الإمام أحمد .

والثالث: إن قرأ بها في ركن لم يكن مؤديا لفرضه، وإن قرأ بها في غيره لم تكن مبطلة، وهذا اختيار أبي البركات ابن تيمية رحمة الله عليه، قال: لأنه لم يتحقق الإتيان بالركن في الأول و [لا] الإتيان بالمبطل في الثاني.

ولكن ليس له أن يتبع رخص المذاهب وأخذ غرضه من أى مذهب وجده فيه، بل عليه اتباع الحق بحسب الإمكان (إعلام الموقعين عن رب العالمين، ج٦، ص٢٠٣ الى ٢٠٥، فصل فوائد تتعلق بالفتوى، هل يلزم العامى أن يتمذهب ببعض المذاهب المعروفة أم لا)

ترجمہ: اور کیا عامی پر لازم ہے کہ وہ معروف اور مشہور مذاہب میں سے کسی مذہب کو اختیار کرے، یا لازم نہیں ہے؟

اس میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب یہ ہے کہ اس کو ایسا کرنا لازم نہیں، یہی یقینی طور پر صواب و درست مذہب ہے، کیونکہ کوئی چیز بھی واجب نہیں ہوتی، مگر اسی وقت، جبکہ اس کو اللہ اور اس کا رسول واجب قرار دے، اور اللہ اور اس کے رسول نے لوگوں میں سے کسی پر اس چیز کو واجب قرار نہیں دیا کہ وہ امت میں سے کسی آدمی کے مذہب کو اختیار کرے، اور پھر دوسرے کو

چھوڑ کر اسی کی دین میں تقلید کرے، اور مبارک زمانے اور اُن زمانوں کے لوگ اس نسبت سے بریٔ ہو کر گزر چکے ہیں، بلکہ عامی کا کوئی مذہب صحیح نہیں ہوتا، اور اگر کوئی شخص کسی مذہب کو اختیار کرے، تب بھی عامی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، کیونکہ مذہب تو صرف اسی وقت ہوتا ہے، جبکہ کسی میں کچھ غور وفکر اور استدلال کی صلاحیت ہو، اور وہ مذاہب کی حسبِ حال بصیرت رکھتا ہو، یا جس نے اس مذہب کی فروعات کی کتاب کو پڑھا ہو، اور اپنے امام کے فتاویٰ اور ان کے اقوال کی معرفت حاصل کی ہو، لیکن جو سرے سے اس کی اہلیت ہی نہیں رکھتا، بلکہ یہ کہتا ہے کہ میں شافعی، یا حنبلی وغیرہ ہوں، تو محض اس طرح کہنے سے وہ ایسا (یعنی شافعی، یا حنبلی وغیرہ) نہیں ہو جاتا، جیسا کہ کوئی یہ کہے کہ میں فقیہ ہوں، یا میں نحوی ہوں، یا میں کاتب ہوں، تو محض یہ کہنے سے وہ ایسا نہیں ہو جائے گا۔

جس کی توضیح یہ ہے کہ شافعی، یا مالکی، یا حنفی کہنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس امام کا متبع ہے، اس کے طریق پر چلنے والا ہے، اور یہ بات صرف اسی شخص کے لیے صحیح ہو سکتی ہے، جو اُن کے راستے پر علم اور معرفت اور استدلال کی روشنی میں چلے، لیکن جو شخص اس سے ناواقف ہو، اور اس امام کی سیرت اور اس کے علم، اور اس کے طریقے سے بہت دور ہو، تو ایسے شخص کی اس امام کی طرف نسبت کرنا خالی ایک دعویٰ ہے، اور ایسا قول ہے، جو ہر معنیٰ سے فارغ ہے؟ اور عامی شخص کے مذہب کے صحیح ہونے کا تصور بھی نہیں ہو سکتا، اور اگر اس کا تصور کر بھی لیا جائے، تو اس پر اور اس کے علاوہ کسی اور پر یہ مذہب لازم نہیں ہوتا، اور کبھی بھی کسی پر یہ بات لازم نہیں ہوتی کہ وہ امت میں سے کسی آدمی کے مذہب کو اس طرح اختیار کرے کہ وہ اس کے تمام اقوال کو لیا کرے، اور دوسروں کے اقوال کو ترک کر دیا کرے۔

اور یہ (متعین مذہب کو لازم قرار دینا) قبیح بدعت ہے، جو امت میں پیدا ہوئی ہے، ائمۂ اسلام میں سے کوئی اس کا قائل نہیں ہوا، حالانکہ وہ رتبے کے اعتبار سے اعلیٰ

www.idaraghufran.org

شخصیات کے مالک تھے،اور قدر ومنزلت کے اعتبار سے عظیم ترین ہستیاں تھے،اور اللہ اوراس کے رسول کا زیادہ علم رکھنے والے تھے،اس بات کا کہ وہ لوگوں پر اپنے مذہب کو لازم کریں۔

اوراس سے بھی زیادہ بعید قول اس شخص کا ہے، جو یہ کہے کہ علماء میں سے کسی عالم کے مذہب کواختیار کرنا لازم ہے،اوراس سے بھی زیادہ بعید قول اس شخص کا ہے، جو یہ کہے کہ چاروں مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کواختیار کرنا لازم ہے۔

پس اللہ کے لیے یہ عجیب بات ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کے مذاہب اور تابعین کے مذاہب ، اور تمام ائمۂ اسلام کے مذاہب، فوت اور باطل ہوگئے،سوائے چار اشخاص کے مذاہب کے، امت کے تمام فقہاء کو چھوڑ کر؟ اور کیا یہ بات ائمہ میں سے کسی نے کہی ہے، یا اس کی طرف دعوت دی ہے، یا ان کے کلام میں سے کوئی ایک لفظ بھی اس پر دلالت کرتا ہے؟

اور جو چیز اللہ اوراس کے رسول نے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین پر واجب کی ہے، وہ وہی ہے، جس کو ان کے بعد قیامت تک آنے والے انسانوں پر واجب کیا ہے، یہ واجب نہ مختلف ہوسکتا، اور نہ بدل سکتا، اگرچہ اس کی کیفیت اور مقدار، قدرت اور عجز اور زمان اور مکان اور حال کی وجہ سے مختلف کیوں نہ ہوجائے، پس یہ بھی اسی چیز کے تابع ہے، جس کو اللہ اوراس کے رسول نے واجب کیا ہے۔

اور جو شخص عامی کے مذہب کو صحیح قرار دیتا ہے، اس کا کہنا یہ ہے کہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ جس مذہب کی طرف یہ اپنی نسبت کرتا ہے، وہ حق ہے، تو اس پر اپنے اعتقاد کے مطابق چلنا واجب ہے۔

ان لوگوں کے اس قول کو اگر صحیح مان لیا جائے، تو اس سے یہ بات لازم آئے گی کہ جس مذہب کی طرف یہ منسوب ہے، اس کے علاوہ دوسرے مذہب والوں سے اس کو فتویٰ طلب کرنا حرام ہو، اور اپنے امام جیسے، یا اس سے راجح، یا اس کے علاوہ کسی دوسرے

امام کے مذہب کو اختیار کرنا بھی حرام ہو، اور اس طرح کی اور چیزیں بھی لازم آئیں گی، جن کا فساد ان کے ملزومات کے فساد پر دلالت کرے گا، بلکہ اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو دیکھے، یا آپ کے خلفائے اربعہ کے قول کو دیکھے کہ وہ اس کے امام کے علاوہ دوسروں کے ساتھ ہے، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور صحابۂ کرام کے اقوال کو ترک کردے، اور ان پر اس کے قول کو مقدم کردے، جس کی طرف یہ اپنی نسبت کرتا ہے۔

پس اس بناء پر عامی شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ ائمۂ اربعہ اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ ومجتہدین کے متبعین میں سے، جس سے چاہے، فتویٰ طلب کرے، اور نہ تو اس پر، اور نہ ہی مفتی پر یہ بات واجب ہے کہ وہ ائمۂ اربعہ میں سے کسی ایک کے ساتھ اپنے آپ کو پابند کرے، اس پر امت کا اجماع ہے، جیسا کہ کسی عالم پر یہ واجب نہیں کہ وہ اپنے شہر والوں، یا کسی اور شہر والوں کی حدیث کا اپنے آپ کو پابند کرے، بلکہ جب حدیث صحیح ہو، تو اس پر عمل کرنا واجب ہے، خواہ وہ حجازی راویوں کی حدیث ہو، یا عراقی راویوں کی حدیث ہو، یا شامی، یا مصری، یا یمنی راویوں کی حدیث ہو۔

اور اسی طرح انسان پر سات مشہور قرائتوں میں سے کسی ایک قرائت کی پابندی بھی واجب نہیں، اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے، بلکہ جب قرائت مصحفِ امام کے طریقے کے موافق ہو جائے، اور عربیت میں صحیح ہو، اور اس کی سند بھی صحیح ہو، تو اس کی قرائت کرنا جائز ہے، اور اس کی وجہ سے نماز بھی بالاتفاق صحیح ہے، بلکہ اگر وہ قرائت کرے، جو مصحفِ عثمان سے خارج ہو، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد صحابہ نے اس قرائت کو کیا ہو، تو اس کی قرائت جائز ہے، اور صحیح ترین قول کے مطابق نماز باطل نہیں ہوگی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ نماز باطل ہو جائے گی، امام احمد سے یہ دونوں روایتیں منصوص ہیں۔

اور تیسرا قول یہ ہے کہ اگر کسی رکن میں اس کی قرائت کی، تو وہ فرض کو ادا کرنے والا نہیں

ہوگا، اور اگر غیر رکن میں قراءت کی، تو نماز باطل نہیں ہوگی، ابوالبرکات ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا اختیار کردہ قول یہی ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ پہلی صورت میں رکن کو ادا کرنا متحقق نہیں ہوتا، اور دوسری صورت میں نماز کو باطل کرنے والی چیز نہیں پائی جاتی۔

لیکن اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مذاہب کی رخصتوں کا پیچھا کرے، اور جس مذہب میں اپنی غرض کو پائے، اسے لے لے، بلکہ اس پر حتی الامکان، حق کی اتباع واجب ہے (یعنی اس کو، جس قول میں حق محسوس ہو، اس کی اتباع واجب ہے، اور جس قول پر عمل کی گنجائش نظر آئے، اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، کیونکہ اس صورت میں اس کے نزدیک حق کی اتباع، مذکورہ گنجائش کے درمیان ہی دائر ہے) (اعلام الموقعین)

مذاہبِ اربعہ سے تعلق رکھنے والے جمہور اور اکثر اہلِ علم حضرات، بشمول محققینِ حنفیہ کے نزدیک، راجح قول یہی ہے کہ عامی کا کوئی مذہب، معین نہیں ہوتا، اگرچہ وہ اس کا التزام بھی کیوں نہ کرلے، اس لیے اس کو کسی بھی فقیہ سے فتویٰ طلب کر کے عمل کرنا جائز ہوتا ہے، تاہم اگر کوئی عقیدے کے لحاظ سے التزام کیے بغیر محض اتفاق، یا اپنے اطمینان کی خاطر، ہمیشہ کسی ایک فقیہ سے فتویٰ طلب کر کے عمل کیا کرے، تو ایسا کرنا جائز ہوتا ہے، واجب نہیں ہوتا۔ [1]

البتہ بہت سے مشائخ دیوبند نے بعض وجوہ کی بناء پر، تقلیدِ شخصی کو ترجیح دی ہے، جس میں ایک

---

[1] ذكر الحنفية، والمالكية، والشافعية، والحنابلة أنه لا يقلد المجتهد مجتهدا غيره، لأن القدرة على الاجتهاد تمنع من التقليد.ومن علم أدلة القبلة لا يجوز له أن يقلد غيره مطلقا.

وأما غير المجتهد فعليه أن يقلد المجتهد، لقوله تعالى :(فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون)

وإذا كان هناك أكثر من مجتهد فالمقلد له أن يختار أحدهم، والأولى أن يختار من يثق به أكثر من غيره(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴، ص ۷۲، مادة "استقبال")

إن وجد المستفتي أكثر من عالم، وكلهم عدل وأهل للفتيا، فقد ذهب جمهور الفقهاء إلى أن المستفتي بالخيار بينهم يسأل منهم من يشاء ويعمل بقوله، ولا يجب عليه أن يجتهد في أعيانهم ليعلم أفضلهم علما فيسأله، بل له أن يسأل الأفضل إن شاء ، وإن شاء سأل المفضول مع وجود الفاضل، واحتجوا لذلك بعموم قول الله تعالى :(فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون)، وبأن الأولين كانوا يسألون الصحابة مع وجود أفاضلهم وأكابرهم وتمكنهم من سؤالهم.

وقال القفال وابن سريج والإسفراييني من الشافعية :ليس له إلا سؤال الأعلم والأخذ بقوله(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲، ص ۴۷،۴۸، مادة "فتوى")

www.idaraghufran.org

مخصوص مجتہد کی تمام اقوال میں اتباع ہوا کرتی ہے، لیکن بایں ہمہ دوسرے قول پر عمل کرنے والے کو انہوں نے بھی ضالّ اور گمراہ نہیں کہا، جبکہ وہ کسی فعلِ منکر کا ارتکاب نہ کرے۔

اور جب مذہبِ معین کے التزام کے واجب نہ ہونے کا قول، جمہور کا ہو، جن میں جمہور محققینِ حنفیہ بھی شامل ہوں، تو یہ قول کوئی گراپڑا، اور لاوارث قول شمار نہیں ہوگا، اور آج بھی کوئی اس قول کو راجح سمجھے، تو وہ بھی قابلِ نکیر نہیں، جیسا کہ ہم اسی قول کو راجح سمجھتے ہیں، جس سے سوال میں مذکور اس بات کا بھی جواب واضح ہوجائے گا کہ اس قول پر عمل کرنے والا نہ صرف یہ کہ اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل ہے، بلکہ وہ حنفیت سے بھی خارج نہیں، اور اس کو اہل السنۃ، یا حنفیت سے خارج سمجھنا سراسر کم علمی اور جہالت کی بات ہے، نیز اس پر تفرد، یا انفرادی رائے کا الزام عائد کرنا بھی خلافِ واقعہ ہے، ورنہ تو اس الزام کا مصداق بہت سے ان محققینِ حنفیہ کو بھی قرار دینا پڑے گا، جن کی آراء کو فقہی اعتبار سے آج حنفیہ اختیار کرتے ہیں اور فتاویٰ میں ان کے حوالہ جات وعبارات بڑے اہتمام کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں حنفیہ کی عبارات وحوالہ جات آگے آتے ہیں۔

علامہ ابنِ عابدین شامی کا حوالہ

علامہ ابنِ عابدین شامی (المتوفیٰ: 1252ھ) ’’ردُّ المحتار‘‘ میں فرماتے ہیں:

ونظير هذا ما نقله العلامة بيرى فى أول شرحه على الأشباه عن شرح الهداية لابن الشحنة، ونصه :إذا صح الحديث وكان على خلاف المذهب عمل بالحديث، ويكون ذلك مذهبه ولا يخرج مقلده عن كونه حنفيا بالعمل به، فقد صح عنه أنه قال :إذا صح الحديث فهو مذهبى .وقد حكى ذلك ابن عبد البر عن أبى حنيفة وغيره من الأئمة .اهـ .ونقله أيضا الإمام الشعرانى عن الأئمة الأربعة.

ولا يخفى أن ذلك لمن كان أهلا للنظر فى النصوص ومعرفة محكمها من منسوخها، فإذا نظر أهل المذهب فى الدليل وعملوا به

صح نسبته إلى المذهب لكونه صادرا بإذن صاحب المذهب، إذ لا شك أنه لو علم ضعف دليله رجع عنه واتبع الدليل الأقوى (رد المحتار على الدر المختار، ج ١، ص٦٧، مقدمة، مطلب صح عن الإمام أنه قال: إذا صح الحديث فهو مذهبي)

ترجمہ: اوراس کی نظیر وہ ہے، جس کو علامہ بیری نے ''الاشباہ'' کی شرح کے شروع میں ابنِ شحنۃ کی ''شرح الهداية'' کے حوالے سے نقل کیا ہے، جس کی عبارت یہ ہے کہ جب حدیث صحیح ہو، اور وہ مذہب کے خلاف ہو، تو حدیث پر عمل کیا جائے گا، اور یہی امام ابوحنیفہ کا مذہب شمار ہوگا، اور امام ابوحنیفہ کا مقلد، اس حدیث پر عمل کرنے کی بناء پر حنفی ہونے سے نہیں نکلے گا، کیونکہ امام ابوحنیفہ سے یہ بات صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب حدیث صحیح ہو، تو وہی میرا مذہب ہوتا ہے، جس کو ابنِ عبدالبر نے امام ابوحنیفہ اور دیگر ائمہ سے روایت کیا ہے، اور اس کو امام شعرانی نے چاروں ائمہ سے نقل کیا ہے۔

لیکن یہ بات مخفی نہیں کہ یہ اس شخص کے لیے ہی جائز ہوتا ہے، جس کو نصوص پر نظر کرنے کی اہلیت ہو، اور نصوص کے محکم اور منسوخ کی معرفت حاصل ہو، پس جب اہلِ مذہب دلیل میں غور کریں، اور اس پر عمل کریں، تو اس کی نسبت مذہب کی طرف کرنا صحیح ہوجائے گا، کیونکہ وہ اس مذہب والے کی اجازت سے صادر ہوا ہے، کیونکہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اگر صاحبِ مذہب، اپنے قول کی دلیل کے ضعیف ہونے کو جان لیتے، تو وہ اس سے رجوع کرلیتے، اور قوی دلیل کی اتباع کرتے (ردالمحتار)

نصوص پر نظر کی اہلیت الحمدللہ تعالیٰ ائمہ اربعہ کے بعد بھی ہر دور میں محققین ومجتہدین کو حاصل رہی ہے، اور آج بھی اس طرح کی اہلیت رکھنے والے موجود ہیں۔

اور اگر کوئی عامی شخص کسی حدیث پر عمل کرے، جو مثلاً امام ابوحنیفہ کے قول کے خلاف ہو، تو بھی گناہ نہیں، جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے حوالہ سے اگلے سوال کے جواب میں تفصیلاً آتا ہے۔

اور علامہ ابنِ عابدین شامی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

ما صح فيه الخبر بلا معارض فهو مذهب للمجتهد وإن لم ينص عليه، لما قدمناه فی الخطبة عن الحافظ ابن عبد البر والعارف الشعرانی عن كل من الأئمة الأربعة أنه قال :إذا صح الحديث فهو مذهبی(رد المحتار على الدر المختار، ج ۱، ص ۳۸۵، كتاب الزكاة)

ترجمہ: جس بارے میں حدیث کسی معارض کے بغیر، صحیح واقع ہو، تو وہی مجتہد کا مذہب ہوتا ہے، اگرچہ مجتہد نے اس کی صراحت نہ کی ہو، جیسا کہ ہم مقدمہ میں حافظ ابنِ عبدالبر اور عارف شعرانی کے حوالے سے ائمۂ اربعہ کا یہ قول ذکر کر چکے ہیں کہ جب حدیث صحیح ہو، تو وہی میرا مذہب ہے (ردالمحتار)

پس صحیح اور غیر معارض احادیث پر کسی مجتہد و امام کے قول کے برخلاف عمل کرنا، بھی ائمہ اربعہ کا مذہب ہوا، اور ایسی صورت میں اس پر تفرد وغیرہ کا الزام عائد کرنا درست نہ ہوا۔ (جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

مکھی، مچھر وغیرہ کو برقی آلہ سے مارنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ:

آج کل مکھی، مچھر وغیرہ کو مارنے کے لیے برقی آلات استعمال ہوتے ہیں، جو گھروں، دفتروں اور ہوٹلوں وغیرہ میں جگہ جگہ نصب ہوتے ہیں، جن میں اس نوعیت کا کرنٹ ہوتا ہے کہ مکھی، مچھر اور دیگر حشرات، اس سے ٹکرا کر مر جاتے ہیں۔

لاہور کے ایک مفتی صاحب کا کہنا یہ ہے کہ اس طرح کے آلات کا استعمال جائز نہیں، کیونکہ احادیث میں آگ کے ذریعے عذاب دینے سے منع کیا گیا ہے، اور وہ مفتی صاحب اس مسئلے میں بہت سختی کرتے ہیں، اور جہاں اس طرح کے آلات کا استعمال دیکھتے ہیں، اس پر نکیر کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں آپ سے شرعی حکم معلوم کرنا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

دلائلِ شرعیہ کی رو سے راجح اور صحیح بات یہ ہے کہ مکھی، مچھر وغیرہ کو مارنے کے لیے جو آج کل برقی آلات استعمال ہوتے ہیں، ضرورت کے وقت ان کو استعمال کرنے میں حرج نہیں ہے، کیونکہ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ آگ سے کسی چیز کو مارنا منع ہے، جبکہ برقی جھٹکے آگ نہیں ہوتے، کیونکہ ان جھٹکوں کے ذریعے خلیے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں خون کی رگیں بھی پھٹ جاتی ہیں، جبکہ بعض اوقات ان جھٹکوں کی وجہ سے مقتول کے جسم کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے، اور بسا اوقات کوئلہ بن جاتا ہے، اور ایسا لگتا ہے، جیسے اسے آگ سے جلایا گیا ہو، لیکن حقیقت میں وہ کرنٹ سے متاثر و متغیر ہوتا ہے۔

www.idaraghufran.org

اوراس سلسلے میں دوسری بات یہ ہے کہ اگراس کوآگ ہی قرار دیا جائے، تب بھی موذی حشرات کو ختم کرنے کے لیےاس آلے کا استعمال ضرورت کی بناء پر جائز ہے، کیونکہ موذی چیز کوایذاء سے بچانے کے لیےقتل کرنا،اور مارنا جائز ہے،جس کے لیے متبادل ذرائع میسر نہ ہونے کی صورت میں اس طرح کی چیزوں کی ضرورت کی بناء پراجازت ہوا کرتی ہے۔ [1]

اوراس سلسلے میں تیسری بات یہ ہے کہ اس طرح کے آلات کا مقصود،حشرات کوعذاب دینا نہیں، جس کی احادیث میں ممانعت آئی ہے، بلکہ ان کے استعمال کا مقصود حشرات کی ایذاء سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اس طرح کے برقی آلات میں انسان اپنے اختیار سے حشرات کوداخل کر کے قتل نہیں کرتا، بلکہ اس برقی آلہ کو کسی جگہ رکھ دیتا، یا نصب کر دیتا ہے،اور پھر حشرات ان آلات میں خود سے داخل ہوکراور ٹکرا کرفوت ہوجاتے ہیں،جس طرح جلتے ہوئے چراغ کی روشنی میں خود پروانے آ کرجل جاتے ہیں۔

جس کی نظیر،فقہائے کرام کا بیان کردہ یہ مسئلہ ہے کہ جانورکوکوئی حرام وناپاک چیز اپنے اختیار سے کھلانا پلانا جائز نہیں،البتہ اگرناپاک چیز کہیں پڑی ہو،یا کسی جگہ ڈال دی جائے،اور جانوراسے خود کھانے لگے،تو جانورکواس کے کھانے سے روکنا ضروری نہیں،کیونکہ یہ جانورکا اپنا فعل ہے،اور اس میں انسان گناہ گار نہیں۔ [2]

---

[1] جواز التحريق والتغريق مقيد كما فى شرح السير بما إذا لم يتمكنوا من الظفر بهم بدون ذلك، بلا مشقة عظيمة(ردالمحتار، ج۴ص ۱۲۹، كتاب الجهاد)

ويكره إحراق كل شىء حى بالنار: قملة، أو نملة، أو عقرب، أو نحوها .وفى شرح المنهاج لابن حجر رحمه الله تعالى: يدفع الجراد عن نحو زرع بالأخف، فإن لم يندفع إلا بالحرق جاز(الدر المباحة للنحلاوى، ص ۲۷۴،الباب الخامس فى الأخلاق، والصفات الذميمة، وغوائلها، مطلب فى النهى عن إحراق شىء من الحيوان، بالنار)

(وسئل الشيخ) تقى الدين: (هل يجوز إحراق بيوت النمل بالنار؟ فقال: يدفع ضرره بغير التحريق) إن اندفع، وإلا؛ جاز بلا كراهة(مطالب أولى النهى فى شرح غاية المنتهى للرحيبانى، ج۲ ص ۳۴۳، كتاب الحج، باب محظورات الإحرام)

[2] ويحرم أيضا على المسلم أن يسقى الخمر للدواب صرح بذلك المالكية والحنابلة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵، ص ۲۶، مادة ”الأشربة“)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

چنانچہ ہماری تالیف ''جانوروں کے حقوق وآداب'' میں مندرجہ ذیل مسائل شائع ہو چکے ہیں:

مسئلہ:......چارپائی میں کھٹمل ہوجانے کی صورت میں بعض اوقات گرم پانی ڈالے بغیر ان سے نجات حاصل نہیں ہوتی، ایسی صورت میں گرم پانی ڈال کر، یا بجلی کا کرنٹ لگا کر ان کو مارنے کی گنجائش ہے۔

مسئلہ:......بعض علاقوں میں سیہہ ،یعنی خارپشت نام کا جانور کھیتی کو بہت نقصان پہنچاتا ہے، اور زمین میں رہتا ہے، اور بعض اوقات جب تک زمین کو آگ نہ لگائی جائے، یا کرنٹ لگا کر اس کو نہ مارا جائے، اس سے نجات حاصل نہیں ہوتی، ضرورت کے وقت اس کی بھی گنجائش ہے (کذافی امداد الفتاویٰ ج۴ص ۲۶۵)

مسئلہ:......آج کل مچھروں کو مارنے کے لئے ایک برقی آلہ ملتا ہے، جس میں مخصوص بلب روشن ہوتا ہے، اوراس روشنی پر مچھر آ کر کرنٹ کی زد سے مرجاتے ہیں۔
بامرِ مجبوری اس کے استعمال کی بھی گنجائش ہے۔ [1]

(جانوروں کے حقوق وآداب، صفحہ۱۸۴،۱۸۵،مطبوعہ:ادارہ غفران،راولپنڈی)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾(وحرم الانتفاع بها) ولو لسقي دواب(الدر المختار)

(قوله ولو لسقي دواب) قال بعض المشايخ لو قاد الدابة إلى الخمر لا بأس به ، ولو نقل إلى الدابة يكره وكذا قالوا فيمن أراد تخليل الخمر ينبغي أن يحمل الخل إلى الخمر ولو عكس يكره وهو الصحيح تتارخانية (ردالمحتار، ج۶، ص ۴۴۹، کتاب الاشربة)

ويكره أن يبل الطين بالخمر وأن يسقى الدواب به قال بعض المشايخ لو نقل الدابة إلى الخمر لا بأس به ولو نقل الخمر إلى الدابة يكره(الفتاویٰ الهندية، ج۵، ص ۴۱۱، كتاب الاشربة، الباب الاول)

(ولا تسقى الدواب) مطلقا (وقيل) إن أريد سقى الدواب (لا يحمل الخمر إليها) أى إلى الدابة (فإن قيدت) أى الدابة (إلى الخمر فلا بأس به) أى بالقود لأنه لا يكون حاملها (كما فى الكلب مع الميتة) فإنه إن دعاه إليها فلا بأس به وإن حملها إليه لا يجوز (مجمع الانهر، ج۲، ص ۵۷۴، كتاب الاشربة)

وهذا كما لا يحل للمسلم حمل الخمر إلى الخل للتخليل ولكن يحمل الخل إلى الخمر ولا يحمل الجيفة إلى الهرة وله أن يحمل الهرة إلى الجيفة (فتاویٰ قاضی خان، ج۳، ص ۳۷۲، كتاب الشفعة)

[1] وفى فتاوى أهل سمرقند :إحراق القمل والعقرب بالنار مكروه، جاء فى الحديث :لا يعذب بالنار إلا ربها، وطرحها حية مباح، ولكن يكره من حيث الأدب ....الذى يقال له بالفارسية :تبله يلقى فى الشمس ليموت ....ولا يكون به بأس؛ لأن فى ذلك منفعة للناس، ألا ترى أن السمكة تلقى فى اليبس فتموت ولا يكون به بأس، ولا بأس بكىِّ الصبى إذا كان لداء أصابهم؛ لأن ذلك مداواة، ذكر فى واقعات الناطفى، وفيه أيضاً :لا بأس بثقب أذن الطفل من النعات، فقد صح أنهم كانوا يفعلون ذلك فى زمن رسول الله عليه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ذیل میں مذکورہ موقف کی تائید میں چند اہلِ علم حضرات کی آراء وفتاویٰ نقل کیے جاتے ہیں۔

”فتاویٰ اللجنةُ الدائمة“ کا فتویٰ

سعودی عرب کی ”اللجنةُ الدائمة“ کی طرف سے ایک فتویٰ درجِ ذیل الفاظ میں جاری ہوا:

س: ما حكم قتل الحشرات بالصعق الكهربائى؟ علما بأن النبى صلى الله عليه وسلم قد أمر بحسن القتلة وحسن الذبحة.

ج: إذا كانت هذه الحشرات مؤذية بالفعل ولا سبيل للتخلص من أذاها إلا بقتلها بالصعق الكهربائى ونحوه، جاز قتلها بذلک، استثناء من الأمر بإحسان القتلة للضرورة، لعموم قوله صلى الله عليه وسلم: خمس من الدواب كلهن فاسق يقتلن فى الحل والحرم: الغراب والحدأة والعقرب والفأرة والكلب العقور.

ولأمره بغمس الذباب فى الشراب، وقد يكون فى ذلک قتل له.

وبالله التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو — **الرئيس**

عبد الله بن قعود — **عبد العزيز بن عبد الله بن باز**

(فتاوى اللجنة الدائمة – المجموعة الأولى، ج٢٦ ص١٩٢، ١٩٣، السؤال الرابع من الفتوى رقم "٥١٧٦"، جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش، الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء – الإدارة العامة للطبع – الرياض)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

السلام من غير إنكاره (المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى، الفصل الثالث والعشرون فيما يسع من الجراحات فى بنى آدم والحيوانات، وقتل الحيوانات، وما لا يسع من ذلک)

وأفتى العلامة ابن حجر الشافعى بأنه إذا لم يمكن دفعه إلا بالحرق جاز وعبارته فى التحفة "وقضية جواز قلي وشي الجراد حل حرقه مطلقا لكن قال القاضي يدفع عن نحو زرع بالأخف فإن لم يندفع إلا بالحرق جاز. اهـ.

وفى شرح العباب قال القاضى حسين يجوز حرق النمل الصغير ولو تضرر بجراد أو نمل دفع كالصائل فإن تعين إحراقه طريقا لدفعه جاز. اهـ. (العقود الدرية فى تنقيح الفتاوىٰ الحامدية، مسائل وفوائد شتى من الحظر والإباحة وغير ذلک)

www.idaraghufran.org

ترجمہ

سوال:...... حشرات کو بجلی کے جھٹکوں سے قتل کرنے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ یہ بات معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے انداز سے قتل کرنے اور اچھے انداز سے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔

جواب:...... اگر اس آلے سے مارے جانے والے حشرات واقعی موذی ہوں، اور انہیں ختم کرنے کے لیے بجلی کے جھٹکوں، یا اسی طرح کے دیگر ذرائع استعمال کرنے پڑیں، تو ایسا کرنا جائز ہے، اور اس صورت کو اچھے انداز سے قتل کرنے سے استثناء حاصل ہوگا، اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے عموم میں داخل ہوگا کہ پانچ جانوروں کو حدودِ حرم کے اندر، اور باہر ہر جگہ قتل کر دیا جائے گا، کوے کو، اور گدھ کو، اور بچھو کو، اور چوہے کو، اور کاٹنے والے کتے کو۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکھی کو کھانے پینے کی چیز میں ڈبو کر نکالنے کا حکم دیا ہے، اور اس عمل کے ذریعے سے مکھی بسا اوقات مر جاتی ہے

وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

رکن	رئیس
عبداللہ بن قعود	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ)

شیخ عثیمین کا فتویٰ

عرب کے ایک مشہور عالم ومفتی شیخ عثیمین ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

’’حشرات کو مارنے کے لیے برقی آلے کا استعمال ضرورت کے وقت ہی مناسب ہے، مثلاً جب مکھیاں زیادہ ہو جائیں، اور ان کی وجہ سے ایذاء پہنچے، یا مچھر، یا دوسرے موذی حشرات کی کثرت ہو جائے، تو اس آلے کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

اور اس آلے کا استعمال آگ سے عذاب دینے کے قبیل سے تعلق نہیں رکھتا، کیونکہ اس

برقی آلے کے ذریعے سے حشرات کی موت جھٹکے کے ذریعے واقع ہوتی ہے، جلنے کے ذریعے واقع نہیں ہوتی، جس کی دلیل یہ ہے کہ اگر آپ اس برقی آلے میں کوئی کپڑا، یا کاغذ داخل کریں، تو وہ جلتا نہیں، لہٰذا یہ آگ کے ذریعے عذاب دینے میں داخل نہیں۔

علاوہ ازیں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ آگ کا استعمال ہر حال میں حرام نہیں ہے، بلکہ اسی صورت میں حرام ہے، جبکہ اس کے ذریعے سے عذاب دینے کا ارادہ کیا جائے، لیکن جب موذی چیز کو تلف کرنے کا ارادہ کیا جائے، اور اس کے تلف کرنے کا طریقہ جلانے کے علاوہ کوئی اور میسر نہ ہو، تو پھر یہ آگ کے ذریعے عذاب دینے میں شامل نہیں ہوگا، بلکہ وہ آگ کے ذریعے قتل کرنے میں داخل ہوگا، لہٰذا ان دونوں باتوں میں فرق کو سمجھ لینا چاہیے“۔انتہیٰ۔ [1]

---

[1] هـذه رسـالة من السائلة هـ م من الدمام تقول في سؤالها في أيامنا هذه شا ع استعمال مصايد الحشرات وخاصة الـذبـاب ومن هذه المصائد نوع كهربائي يستعمل في المنازل وفي المحلات التجارية وغيرها وهو عبارة عـن نـور أزرق يـجذب الحشرات إليه يحيط به أسياخ حديدية ناقلة للكهرباء بحيث إذا وقعت عليها الحشـرات قتـلها التيار الكهربائي المار بها وقد سمعت من بعض الناس إنه لا يجوز استعمالها لأنه لا يعذب بالنار إلا الله وحده فهل يدخل هذا في ذلک وما الحكم فيه؟

فأجاب رحمه الله تعالى: هـذه الـمـصـايـد لا ينبغي استعمالها إلا إذا دعت الحاجة إلى ذلک مثل أن يكثر الـذباب حتى يؤذي أو يكثر البعوض أو غيرهما من الحشرات المؤذية فإذا كثرت فإنه لا بأس باستعمال هذا الشيء .

ولـيـس هـذا مـن باب التعذيب بالنار لأن موت الحشرة بهذه المصيدة إنما يكون بطريق الصعق وليس بطريق الاحتـراق بـدليل أنک لو أدخلت إلى هذه الأشرطة خرقة أو قرطاسة فإنها لا تعلق ولا تحترق ولكنها صدمة كهربائية تؤدي إلى قتلها فليس هذا من باب التعذيب بالنار.

ثـم إنـه ينبغي أن نعرف أنه ليس استعمال النار محرما في كل حال بل إنما يكون إذا قصد به التعذيب يعني أن يعذب الإنسان الحيوان بالنار هذا هو المحرم وأما إذا قصد إتلاف المؤذي ولا طريق إلى إتلافه إلا بالإحراق فإن هـذا لا يـعـد تـعـذيبا بالنار بل إنما هو قتل بالنار ففرق بين التعذيب الذي يقصد به إيلام الحيوان والعنت عـليـه والـمشـقـة وبين إتلاف الحيوان بطريق لا نتوصل إليه إلا بالنار ولهذا في قصة نبي من الأنبياء أنه لسعته نملة فأمر أن تحرق قرية النمل كلها فأوحى الله إليه هلا نملة واحدة يعني هلا أحرقت نملة واحدة.

وهـذا دليـل على أنه إذا لم نتوصل إلى الخلاص من أذية بعض الحيوان إلا بالنار فإن ذلک لا بأس به وها هو الجراد يؤخذ ويشوى بالنار ويؤكل كما جاء ذلک عن السلف ولا ريب أن شيه بالنار هو إتلاف له عن طريق النار والذي لا يحرق بالنار أي لا يشوى بها يغمس في الماء الذي يغلي حتى ينضج ويؤكل.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

شیخ موصوف ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

’’چند وجوہات کی بناء پر حشرات کو مارنے کے لیے برقی آلے کا استعمال جائز ہے۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ بجلی کے جھٹکے آگ نہیں ہوتے، البتہ بجلی کے جھٹکوں سے جان چلی جاتی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر آپ اس آلے پر کاغذ رکھیں، تو یہ جلتا نہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس آلہ کا مقصد مچھروں اور حشرات کو آگ سے عذاب دینا نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد محض یہ ہے کہ حشرات کی اذیت سے حفاظت ہو جائے، جبکہ حدیث میں آگ کا عذاب دینے کی ممانعت آئی ہے، اور یہاں ان کی ایذاء سے حفاظت مقصود ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ عام طور پر ان حشرات کو صرف اس آلے سے ہی ختم کیا جاسکتا ہے، یا پھر ایسی دواؤں سے ان کو ختم کیا جاتا ہے، جن سے ناپسندیدہ بو پھیلتی ہے، جو بسا اوقات جسم کے لیے مُضر ہوتی ہے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کی کھجوریں جلا دی تھیں، اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کھجور کے درخت عام طور پر پرندوں، یا حشرات، یا کیڑے مکوڑوں سے خالی نہیں ہوتے‘‘۔انتہٰی۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فالمهم أنه يجب علينا أن نعرف الفرق بين كوننا لا نتوصل إلى دفع أذية الحشرة أو الحيوان إلا بالنار أو لا نتوصل إلى الانتفاع به إلا عن طريق النار كما في الجراد وغمسه بالماء الحار وبين أن نتخذ النار وسيلة تعذيب لهذا الحيوان والمحرم إنما هو تعذيب الحيوان بالنار لا الوصول إلى الغاية منه أو التخلص منه عن طريق النار إذا كان لا يمكن التوصل إلا بها(فتاویٰ نور علی الدرب للعثيمين، ج۲۴ ص ۲، فتاویٰ متفرقات، الحیوانات)

[1] أحسن الله إليكم يقول السائل ما حكم استعمال الآلة الكهربائية التي تقوم بصعق الحشرات؟

فأجاب رحمه الله تعالى: لابأس بها لوجوه:

الوجه الأول أن صعقها ليس فيه إحراق ولكنه صعق يمتص الحياة بدليل أنك لو وضعت قرطاسة على هذه الآلة لم تحترق.

ثانيا أن الواضع لهذا الجهاز لم يقصد تعذيب البعوض والحشرات بالنار وإنما قصد دفع أذاها والحديث (نهى أن يعذب بالنار) وهذا ما عذب هذه إلا لدفع أذاها.

الثالث أنه لا يمكن في الغالب القضاء على هذه الحشرات إلا بهذه الآلة أو بالأدوية التي تفوح منها الرائحة الكريهة وربما يتضرر الجسم منها ولقد أحرق النبي صلى الله عليه وعلى وسلم نخل بني النضير والنخل عادة لا يخلو من طير أو حشرة أو ما أشبه ذلك(فتاویٰ نور علی الدرب للعثيمين، ج۲۴ ص ۲، فتاویٰ متفرقات، الحیوانات)

شیخ موصوف نے دوسرے مقامات پر بھی حشرات الارض کوتلف کرنے والے برقی آلے کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔

(ملاحظه هو:فتاویٰ نور علی الدرب للعثیمین، ج۲۴ ص ۲، فتاویٰ متفرقات، الحیوانات، لقاء الباب المفتوح للعثیمین، "دروس صوتیة قام بتفریغها موقع الشبکة الإسلامیة"، رقم الدرس: ۵۹، ص ۲۰،تفسیر آیات من سورة الغاشیة، الاسئلة "حکم قتل الحشرات بالجهاز الکهربائی")

"دارُالعلوم کراچی" کا فتویٰ

"دارُالعلوم کراچی" سے اس سلسلے میں ایک فتویٰ درجِ ذیل الفاظ میں جاری ہوا:

استفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

آج کل مکھیوں اور مچھروں کو مارنے کے لیے بجلی کے ذریعے چلنے والی مخصوص لائٹیں استعمال کی جاتی ہیں، کیا ان کا استعمال جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداو مصلیاً

ہمارے علم کے مطابق مچھروں اور مکھیوں کو مارنے کے لیے آج کل جو آلات رائج ہیں، ان میں مچھر اور مکھی، شعاعوں سے مرتے ہیں، جلتے نہیں ہیں، اگر یہ بات درست ہے، تو ایسے آلے کا استعمال بلاشبہ جائز ہے۔

اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس کے ذریعے مچھر اور مکھی جلتے ہیں، تب بھی اس آلے کے استعمال کی گنجائش ہے، کیونکہ ناجائز عمل جلانا اور تعذیب (عذاب دینا) ہے، جو مذکورہ صورت میں نہیں پایا جاتا۔

نیز چونکہ اس آلے کا مقصد خود کو مچھروں سے اور مکھیوں کے شر سے بچانا ہے، اس لیے اگر اس میں کوئی مچھر، یا مکھی خود آ کر جل جائے، تو اس میں بظاہر کوئی گناہ معلوم نہیں ہوتا۔

البتہ اگر کوئی شخص احتیاط پر عمل کرتے ہوئے اس آلے کو استعمال کرنے سے پرہیز کرے، تو یہ بہتر ہے (ماخذہٗ التبویب:۱۹/۸۱۱)............

www.idaraghufran.org

واللہ تعالیٰ اعلم

الطاف احمد دارالافتاء: جامعہ دارالعلوم کراچی ۴/۷/۱۴۳۱ھ

فتویٰ نمبر ۱۲۸۰/۷، مورخہ ۹/۷/۳۱ھ جامعہ دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح: بندہ محمد تقی عثمانی۔۴/۷/۱۴۳۱ھ الجواب صحیح: سید حسین احمد۔۶/۷/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد یعقوب عفا اللہ عنہ۔۶/۷/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد عبدالمنان عفی عنہ۔۷/۷/۱۴۳۱ھ، نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ عفی عنہ۔۸/۷/۱۴۳۱ھ

جامعہ علومِ اسلامیہ، کراچی کا فتویٰ

جامعہ علومِ اسلامیہ، کراچی سے ایک فتویٰ درجِ ذیل الفاظ میں جاری ہوا:

سوال:...... رات کو ایسی لائٹ جلانا جس کی طرف مچھر آتا ہے اور جل کے مرجاتا ہے اس کا استعمال کیسا ہے؟ جب کہ حدیث شریف میں آگ کے عذاب کی ممانعت ہے؟

جواب:...... مچھر کو مارنے کے لیے زہریلی دوا، اور الیکٹرانک مشین کا استعمال جائز ہے، اس مشین میں آگ نہیں، بلکہ بجلی ہوتی ہے، اور ضرورت کے مواقع پر موذی اشیاء کو اس طرح مارنے کی شرعاً اجازت ہے۔

جہاں تک موذی چیزوں کو آگ میں جلانے کی ممانعت کا تعلق ہے، اس میں اہلِ علم نے تفصیل ذکر کی ہے، جس کے بیان کا یہ موقع نہیں ہے۔............

فقط۔ واللہ اعلم

دارالافتاء: جامعہ علومِ اسلامیہ، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی

فتویٰ نمبر: 144108201667 تاریخ اجراء: 19-04-2020

(بعنوان ''مچھر کو مارنے کے لیے الیکٹرانک مشین استعمال کرنا'')

(https://www.banuri.edu.pk/readquestion)

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب کا فتویٰ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب (صدر: وفاق المدارس العربیہ، پاکستان) کا ایک فتویٰ روزنامہ ''جنگ'' میں شائع ہوا، جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

مچھر اور حشرات الارض چوں کہ موذی جانور ہیں، اس لیے انہیں مارنا جائز ہے، لیکن جب تک انہیں مارنے کا کوئی اور طریقہ موجود ہو، انہیں جلانا جائز نہیں ہے، آج کل مچھر وغیرہ کو مارنے کے لیے جو جدید آلات دستیاب ہیں، ان میں سے بعض تو وہ مشینیں ہیں، جنہیں دیوار پر نصب کیا جاتا ہے، اور بعض ریکٹ نما ہیں، جنہیں ہاتھ میں لے کر گھمایا جاتا ہے، ان میں غور طلب بات یہ ہے کہ ان مشین میں یہ حشرات شعاع، یا کرنٹ سے مرتے ہیں، یا ان سے آگ نکلتی ہے، اور اس سے جل کر مرتے ہیں؟ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان آلات میں آگ نہیں نکلتی، بلکہ ان میں شعاع، یا کرنٹ سے یہ حشرات مرجاتے ہیں، بسا اوقات کرنٹ کے پاور سے جل جاتے ہیں، ان آلات میں سے وہ مشین جو دیوار وغیرہ میں نصب کی جاتی ہے، اس کا استعمال جائز ہے، اگر اس میں شعاع وغیرہ سے وہ حشرات مرے ہوں، تو کوئی شبہ نہیں ہے، اور اگر بالفرض اس میں آکر جل بھی گئے ہوں، تب اس میں مضائقہ نہیں ہے، اس لیے کہ یہ مشین اپنی حفاظت اور جانوروں کے شر سے بچاؤ کے لیے نصب کی گئی ہے، اگر اس میں خود سے کوئی جانور گر کر مرجاتا ہے، تو یہ مشین لگانے والے کی طرف سے جلانا نہیں ہوا، اس لیے یہ جائز ہے، جہاں تک ریکٹ کا استعمال ہے، تو اگر اس میں آگ سے جلانا نہ ہوتا ہو، تو اس کا استعمال جائز ہوگا، اور اگر آگ سے جلانا پایا جاتا ہو، تو چوں کہ ان جانوروں کو مارنے کے دیگر طریقے موجود ہیں، اس لیے اس صورت میں اس کا استعمال درست نہ ہوگا، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ریکٹ کا استعمال نہ کیا جائے (ردالمحتار: ۶/۷۵۲، الفتاویٰ الہندیۃ: ۵/۳۶۱) (روزنامہ ''جنگ'' کراچی، جمعہ ۸ ذیقعدہ ۱۴۴۰ھ، ۱۲ جولائی ۲۰۱۹ء، جلد ۸۳، شمارہ نمبر ۱۸۹، صفحہ نمبر ۵، سلسلہ ''اقرأ''، مضمون ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'')

www.idaraghufran.org

’’دارُالعلوم دیوبند‘‘ کا فتویٰ

’’دارُالعلوم دیوبند‘‘ انڈیا سے اس سلسلے میں درج ذیل فتویٰ جاری ہوا:

سوال:...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ بازار میں مچھر مارنے کے لیے ایک قسم کا الیکٹرک ریکٹ آیا ہے، جو بجلی سے چارج ہوتا ہے، اس ریکٹ میں مچھر پھنس کر کرنٹ کے ذریعہ جل کر مر جاتے ہیں، کیا شریعت کے مطابق اس طرح مچھر مارنا جائز ہے؟ فتویٰ صادر فرمانے کی زحمت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :...... فتویٰ(ل):132=146-2/1431

اگر مچھر مارنے کا کوئی اور طریقہ نہ ہو، جس سے جلائے بغیر مچھر مر جائے، تو الیکٹرک ریکٹ سے جلانے کی اجازت ہوگی، اور اگر کوئی اور طریقہ ہو، تو الیکٹرک ریکٹ سے جلا کر مارنا ناجائز ہوگا۔

[وحرقهم... لكن جواز التحريق والتغريق مقيد – كما فى الشرح السير– بما إذا لم يتمكنوا من الظفر بهم بدون ذلک بلا مشقة عظيمة فإن تمكنوا بدونها فلا يجوز (شامى: ٦/٢٠٩، ط زكريا ديوبند)

واللہ تعالیٰ اعلم دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

سوال وجواب نمبر: 18984، بعنوان’’الیکٹرک آلہ سے مچھر مارنا جائز ہے‘‘

(https://darulifta-deoband.com/home/ur/halal-haram/18984)

لہٰذا سوال میں مذکور مفتی صاحب کا فتویٰ مرجوح، اور ان کا طرزِ عمل قابلِ اصلاح ہے۔

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان خان

29/شعبانُ المعظم/1442ہجری۔ بمطابق 13/اپریل/2021ء بروز منگل

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 64 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

قومِ فرعون پر آنے والے مختلف عذاب (حصہ سوم)

اللہ کی آیتوں کی تکذیب کا نتیجہ

فرعون اور اس کی قوم جب تمام اخلاقی حدود پامال کر چکی، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا، قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے، جب کوئی قوم کفر وشرک تکبر اور سرکشی میں آگے ہی بڑھتی جائے، تو اس کا وجود انسانی معاشرے میں کینسر کی صورت اختیار کر جاتا ہے، جس سے اس علاقے کے رہنے والے ہی نہیں، بلکہ زمین وآسمان کی ہر چیز نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اس پر لعنت بھیجتی ہے، اس صورتحال میں اللہ تعالیٰ دنیا کے نظام کو چلانے اور قائم رکھنے کے لیے مجرم قوم کا صفایا کر دیتا ہے۔

اسی اصول کے تحت اب وقت آن پہنچا تھا کہ فرعون اور آل فرعون کو ہمیشہ کے لیے نیست ونابود کر دیا جائے، کیونکہ اتنے عذاب اور نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی یہ لوگ اپنی سرکشی اور بدعہدی سے باز نہ آئے۔

اس لیے اس مجرم قوم کے مقابلے میں حضرت موسیٰ نے بھی اپنے رب کو پکارا کہ یہ مجرم لوگ ماننے والے نہیں، پس اب آپ ہی ان کا فیصلہ کر لیں، کیونکہ ان کے ایمان لانے کی اب کوئی توقع نہیں، اس لیے اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو مٹا دے، اور ان کے دلوں کو سخت کر دے، تاکہ یہ ایمان نہ لا سکیں، یہاں تک کہ یہ دیکھ لیں اس دردناک عذاب کو جس کا حق دار ومستحق انہوں نے خود اپنے آپ کو بنا لیا ہے۔

قرآن مجید کی سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

www.idaraghufran.org

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (سورة يونس، رقم الآية ٨٨)

یعنی ''اور موسیٰ نے کہا کہ اے ہمارے رب! آپ نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی میں بڑی سج دھج اور مال ودولت بخشی ہے، اے ہمارے رب! ان کے مال ودولت کو تہس نہس کر دیجیے، اور ان کے دلوں کو اتنا سخت کر دیجیے کہ وہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں، جب تک دردناک عذاب آنکھوں سے نہ دیکھ لیں''۔

اور سورہ دخان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ (سورة الدخان، رقم الآية ٢٢)

یعنی ''پھر موسیٰ نے اپنے رب سے دعاء کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں''۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کی دعاؤں کو رد نہیں کرتا، اس نے فرمایا کہ اے موسیٰ تمہاری دعا قبول کر لی گئی، اب اس ظالم قوم سے ہم انتقام لیں گے۔

قرآن مجید کی سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

(سورة يونس، رقم الآية ٨٩)

یعنی ''اللہ نے فرمایا کہ تمہاری دعا قبول کر لی گئی ہے، اب تم دونوں ثابت قدم رہو، اور ان لوگوں کے پیچھے ہرگز نہ چلنا، جو حقیقت سے ناواقف ہیں''۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہلاکت وبربادی اور ان کے لئے ابدی عذاب کا ارادہ کر لیا، اس قوم کو دریا میں ڈبکیاں اور غوطے دے دے کر ختم کر دیا گیا، کیونکہ یہ بار بار اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتے اور دنیا کی لذات میں مگن ہو کر اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کلیتاً غافل اور بے پروا ہو چکے تھے، جس کے نتیجہ میں انھیں غرقاب کیا گیا۔

قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰـهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ

(سورة الاعراف، رقم الآية ۱۳۶)

یعنی’’پھر ہم نے ان سے انتقام لے لیا، اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا، کیونکہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا، اور وہ ان سے غافل تھے‘‘۔

جب کسی کو سنبھلنے کے لیے مسلسل تنبیہات کی جائیں، اور ساتھ ہی ساتھ اس پر عنایات کی بارش بھی ہوتی رہے، اور دنیا کی ہر نعمت اس کو فراوانی سے عطا کی جائے، لیکن وہ نعمتوں کا شکر ادا کرے اور نہ وہ تنبیہات کو کوئی اہمیت دے، بلکہ اپنی جرأتوں اور جسارتوں میں اس حد تک آگے بڑھ جائے کہ اللہ کی زمین کو ظلم سے بھر دے، اور انسان اس کے مظالم سے بلبلا اٹھیں، تو پھر قدرت ایسے عادی مجرم کو جو سزا دیتی ہے، اسے’’انتقام‘‘ہی کہنا چاہیے، اسی لیے اس آیت میں یہ فرمایا جارہا ہے کہ ہم نے پھر ان سے انتقام لیا، یعنی ہم نے انھیں ان کے جرائم کی سزا دی، اللہ نے فرعون اور اس کی قوم کو اس وقت کی معلوم دنیا کی سب سے بڑی حکومت عطا کی، اور ان کے ملک کو ہر طرح کی دولت سے مالا مال کیا، نعمتوں کی وہ فراوانی کہ کوئی ملک اور کوئی قوم اس معاملے میں ان کا ہمسر نہ تھا، لیکن اس کے باوجود انہوں نے بنی اسرائیل کو اپنے مظالم سے تنگ کیے رکھا، ان کے قومی تشخص کو تباہ و برباد کیا، اور ان کی نسلوں کو تہ تیغ کرنے سے باز نہ آئے، پھر جب اللہ نے مسلسل آزمائشوں میں مبتلا کر کے انھیں تنبیہات فرمائیں، تو انہوں نے کسی تنبیہ کو بھی پلے نہیں باندھا، بلکہ اپنے ظالمانہ رویے میں بڑھتے ہی چلے گئے، تب اللہ کے انتقام کا کوڑا حرکت میں آیا کہ فرعون کو اس کی فوجوں سمیت سمندر میں غرق کر دیا۔[1]

---

[1] واعلم أن المعنى أنه تعالى لما كشف عنهم العذاب من قبل مرات وكرات ولم يمتنعوا عن كفرهم وجهلهم ثم بلغوا الأجل المؤقت انتقم منهم بأن أهلكهم بالغرق والانتقام فى اللغة سلب النعمة بالعذاب واليم البحر قال صاحب الكشاف : اليم البحر الذى لا يدرك قعره وقيل: هو لجة البحر ومعظم مائه واشتقاقه من التيمم لأن المستقين به يقصدونه وبين تعالى بقوله: بأنهم كذبوا بآياتنا أن ذلك الانتقام هو لذلك التكذيب(تفسير الرازى، ج۱۴ ص۳۴۸، سورة الاعراف)

فانتقمنا منهم يعنى أخذناهم بالنقمة والعذاب بيانه فأغرقناهم فى اليم اى البحر الذى لا يدرك قعره وهو لجة البحر المالح ومعظم مائه واشتقاقه من التيمم لان المشفعين به يقصدونه بأنهم اى بسبب انهم كذبوا بآياتنا وكانوا عنها اى عن الآيات غافلين يعنى انهم لم يتفكروا فيها حتى صاروا كالغافلين عنها وقيل الضمير للنقمة المدلول عليها بقوله فانتقمنا(التفسير المظهرى، ج۳ص۴۰۰، سورة الاعراف)

www.idaraghufran.org

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

احادیث میں "اِثْمِدْ" سُرمہ کے فوائد وتاکید

اِثمِدْ سیاہ یا سُرخ رنگ کا پتھر ہوتا ہے، جس سے سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔

سرمہ پتھر کی شکل میں دنیا میں مختلف مقامات پر پہاڑوں اور کانوں سے حاصل ہوتا ہے، اس وجہ سے سرمے کی بہت سی اقسام ہیں، مگر سُرموں کی تمام اقسام میں، اِثمِدْ سُرمہ ایک بہترین قسم کا سُرمہ ہے، کیونکہ اِثمِدْ سُرمہ کے احادیث میں فوائد بیان ہوئے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سوتے وقت اِثمِدْ سرمہ استعمال کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

ماہرین کے مطابق اِثمِدْ سُرمہ کا پتھر ایران، مصر، افریقہ، اور عراق میں پایا جاتا ہے، جبکہ پاکستان میں عام سرمہ کا پتھر باجوڑ، چترال اور کوہستان کے علاقوں میں پایا جاتا ہے، البتہ اطباء وماہرین نے ایران کے شہر اصفہان کے اِثمِدْ سرمہ کو بہترین قرار دیا ہے، اور عمدہ اِثمِدْ سُرمہ کے پتھر کی نشانی یہ بیان کی ہے کہ جو پتھر بُھر بُھرا ہو، اور آسانی سے ٹوٹ کر پِس جائے، اور اندر سے نرم محسوس ہو، اور اس میں گندگی کے ذرات شامل نہ ہوں، ایسا سُرمہ کا پتھر عمدہ اور بہترین ہوتا ہے۔

سُرمے کو آنکھوں کی بینائی کو اچھا اور مضبوط کرنے، اور نظر کے آگے جالا آنے کی شکایت کو دُور کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے، اور زیب وزینت اختیار کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ [1]

ذیل میں "اِثمِدْ" سُرمے سے متعلق وہ احادیث پیش ہیں، جن میں اس کی افادیت اور امت کو اس کے استعمال کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

---

[1] إثمد: هو حجر الكحل الأسود، يؤتى به من أصبهان، وهو أفضله، ويؤتى به من جهة المغرب أيضا، وأجوده السريع التفتيت الذى لفتاته بصيص، وداخله أملس ليس فيه شيء من الأوساخ (الطب النبوى لابن القيم، صفحه ٢١٢، فصل فى ذكر شيء من الأدوية والأغذية المفردة التى جائت على لسانه صلى الله عليه وسلم مرتبة على حروف المعجم، حرف الهمزة)

www.idaraghufran.org

”اِثْمِدْ“ بینائی تیز کرنے والا اور پلکیں اُگانے والا سُرمہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –: " خَيْرُ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ، يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ (ابن ماجه، رقم الحدیث ۳۴۹۷، بَابُ الْكُحْلِ بِالْإِثْمِدِ، إسناده قوی، ابوداؤد، رقم الحدیث ۳۸۷۸، باب فی الامر بالکحل، نسائی، رقم الحدیث ۵۱۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہترین سُرموں میں ”اِثْمِدْ“ ہے، جو بینائی تیز کرتا ہے، اور پلکیں اُگاتا ہے (ابنِ ماجہ، ابوداؤد، نسائی)

اس طرح کا مضمون حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ عِنْدَ النَّوْمِ، ينبت الشعر، ويجلو البصر (ابن حبان، رقم الحدیث ۶۰۷۲، ذكر الأمر بالاكتحال بالإثمد بالليل إذ استعماله يجلو البصر، إسناده قوى على شرط مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے کے وقت کے تمہارے بہترین سُرموں میں ”اِثْمِدْ“ ہے، جو بینائی تیز کرتا ہے، اور پلکیں اُگاتا ہے (ابنِ حبان)

مذکورہ احادیث میں ”اِثْمِدْ“ سُرمے کی یہ افادیت بیان ہوئی ہے، کہ یہ بینائی تیز کرتا ہے، اور پلکیں اُگاتا ہے، خاص طور پر جبکہ ”اِثْمِدْ“ سُرمہ سونے کے وقت لگایا جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رات سونے کے وقت سُرمہ لگانا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّم: خير أكحالكم الإثمد ينبت الشعر ويجلوا البصر (مسند البزار، رقم الحدیث ۸۸۱۱، قال الهيثمي: رواه البزار ورجاله رجال الصحيح)

www.idaraghufran.org

كَانَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُكْحُلَةٌ، يَكْتَحِلُ بِهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ (مسند احمد، رقم الحديث ٣٣١٨، ترمذى، رقم الحديث ٢٠٤٨، باب ما جاء فى السعوط وغيره، اسنادهٔ حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سرمہ دانی تھی، جس سے سونے کے وقت تین تین سلائیاں ہر آنکھ میں لگاتے تھے (مسند احمد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْتَحِلُ بِالْإِثْمِدِ كُلَّ لَيْلَةٍ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ، وَكَانَ يَكْتَحِلُ فِي كُلِّ عَيْنٍ ثَلَاثَةَ أَمْيَالٍ (مسند احمد، رقم الحديث ٣٣٢٠، حسن، وهذا إسناد ضعيف لضعف عباد بن منصور الناجى)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ رات کو سونے سے پہلے اثمد سُرمہ لگاتے تھے، اور آپ ہر آنکھ میں تین سلائیاں لگاتے تھے (مسند احمد)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ لِرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِثْمِدٌ يَكْتَحِلُ بِهِ عِنْدَ مَنَامِهِ، فِي كُلِّ عَيْنٍ ثَلَاثًا (اخلاق النبى لابى الشيخ الابهانى، رقم الحديث ٥١٢)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اثمد سُرمہ تھا، جس سے آپ اپنے سونے کے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سُرمہ لگاتے تھے (اخلاق النبی)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْتَحِلُ فِي عَيْنِهِ الْيُمْنَى ثَلَاثًا، وَفِي الْيُسْرَى ثَلَاثًا بِالْإِثْمِدِ (اخلاق النبى لابى الشيخ الاصبهانى، رقم الحديث ٥٢٦، ذكر اكتحاله عند نومه صلى الله عليه وسلم، مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث

---

[1] قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير والأوسط، والبزار، وفيه عقبة بن على وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٣٥٦، باب ما جاء فى الإثمد والاكتحال)

www.idaraghufran.org

۲۳۹۵۳، كَمْ يُكْتَحَلُ فِي كُلِّ عَيْنٍ ؟) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثمد سُرمہ لگاتے تھے، اپنی دائیں آنکھ میں بھی تین مرتبہ، اور بائیں آنکھ میں بھی تین مرتبہ (اخلاق النبی، ابن ابی شیبہ)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کارات کے وقت ''اِثْمِد'' سُرمہ لگانے کا معمول تھا، اور آپ سُرمہ لگانے میں طاق عدد اختیار فرماتے تھے، چاہے دونوں آنکھوں میں ملا کر طاق عدد بنتا ہو، یا ہر آنکھ میں سلائیوں کا طاق عدد بنتا ہو۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ جو کوئی سرمہ لگائے تو وہ طاق عدد کو اختیار کرے، جس نے ایسا کیا، تو اس نے اچھا کیا، اور جس نے ایسا نہ کیا، تو کوئی حرج نہیں۔ ۲؎

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سُرمہ لگانے میں طاق عدد کو اختیار کرنا بہتر ہے، ضروری اور فرض درجے کا عمل نہیں ہے۔

سوتے وقت ''اِثْمِد'' سُرمہ لگانے کی تاکید

جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود ''اِثْمِد'' سرمہ استعمال فرماتے تھے، اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی سوتے وقت ''اِثْمِد'' سُرمہ لگانے کی تاکید فرمائی ہے، اور اس کے فوائد بھی بیان فرمائے ہیں۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ عِنْدَ النَّوْمِ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۲۰۵۸، رجاله ثقات، ابن ماجه، رقم الحديث ۳۴۹۶، بَابُ الْكُحْلِ بِالْإِثْمِدِ، مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحديث ۲۳۹۵۱، فی الإثمد ، من أمر به عند النوم)

۱؎ قال الالبانی: رجاله ثقات (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۶۳۳)

۲؎ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ: " مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوتِرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ (ابن ماجه، بَابُ مَنِ اكْتَحَلَ وِتْرًا، ابوداؤد، رقم الحديث ۳۵، إسناده ضعيف)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ سونے کے وقت اثمد کا استعمال لازمی کیا کرو، اس لئے کہ یہ بینائی مضبوط کرتا ہے، اور پلکیں اُگاتا ہے (ابویعلیٰ، ابنِ ماجہ، ابن ابی شیبہ)

اس طرح کا مضمون سالم بن عبداللہ کی سند سے مروی حدیث میں بھی ہے۔ ۱؎

اورحضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ فَإِنَّهُ مُنْبِتَةٌ لِلشَّعْرِ مُذْهِبَةٌ لِلْقِذَا، مُصْفَاةٌ لِلْبَصَرِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۸۳، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۱۰۶۴) ۲؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اثمد (کا استعمال) لازمی کرو، اس لئے کہ یہ پلکیں اُگاتا ہے، (آنکھوں کا) میل دُور کرتا ہے، بینائی صاف کرتا ہے (طبرانی کبیر، واوسط)

اس طرح کا مضمون بعض دیگر روایات سے بھی ثابت ہے۔ ۳؎

مذکورہ احادیث سے سوتے وقت ''اِثْمِدْ'' سُرمہ لگانے کی تاکید اور اس کی افادیت معلوم ہوئی۔

روزہ کی حالت میں آنکھ میں سرمہ ڈالنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام وتابعینِ عظام سے روزہ کی حالت میں سُرمہ لگانا ثابت

۱؎ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –: " عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ (ابن ماجه، رقم الحديث ۳۴۹۵، بَابُ الْكُحْلِ بِالْإِثْمِدِ، حسن لغيره)

۲؎ قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير والأوسط، وفيه عون بن محمد بن الحنفية، ذكره ابن أبی حاتم، وروى عنه جماعة، ولم يجرحه أحد، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۳۵۳، باب ما جاء فی الإثمد والاكتحال)

۳؎ أَبُو النُّعْمَانِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اكْتَحِلُوا بِالْإِثْمِدِ الْمُرَوَّحِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۹۰۶)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف.

www.idaraghufran.org

ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَحِلُ بِالْإِثْمِدِ وَهُوَ صَائِمٌ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۶۹۱۱، ج۷ص ۸۱، باب الميم) ؎1

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کی حالت میں ''اثمد'' سرمہ لگاتے ہوئے دیکھا (طبرانی)

اس طرح کا مضمون حضرت ابورافع اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما کی سند سے بھی مروی ہے: ؎2

اور حضرت جابر سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَامِرٍ ، وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، وَعَطَاءٍ ؛ أَنَّهُمْ كَانُوا يَكْتَحِلُونَ بِالْإِثْمِدِ وَهُمْ صُيَّامٌ ، لَا يَرَوْنَ بِهِ بَأْسًا (مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۹۳۶۲، كتاب الصيام، باب من رخص فی الكحل للصائم)

ترجمہ: حضرت عامر شعبی، حضرت محمد بن علی اور حضرت عطاء روزہ کی حالت میں ''اثمد'' سرمہ لگایا کرتے تھے، جس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

مذکورہ احادیث وروایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ روزہ کی حالت میں سُرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۶، ص ۹۴، الاكتحال فی الصوم)

؎1 قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه جماعة لم أعرفهم (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۹۷۲، باب الكحل للصائم)

؎2 كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَحِلُ بِالْإِثْمِدِ وَهُوَ صَائِمٌ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۳۹، ج ۱ ص ۳۱۷، باب الالف)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير من رواية حبان بن علی بن محمد بن عبيد الله بن أبی رافع، وقد وثقا، وفيهما كلام كثير (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۹۷۱، باب الكحل للصائم)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ (سنن أبی داود، رقم الحديث ۲۳۷۸، كتاب الصوم، باب فی الكحل عند النوم للصائم)

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ

مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

☐...... 11/18/25/شعبانُ المعظم، اور 3/رمضانُ المبارک 1442ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

☐...... 6/13/20/27/شعبانُ المعظم، اور 5/رمضانُ المبارک، 1442ھ، بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ادارہ غفران میں منعقد ہوتی رہیں۔

☐...... 23/رجب (8/مارچ) بروز پیر، ادارہ کے شعبہ حفظ کے طلبہ کا وفاق المدارس (ملتان) کے تحت حفظِ قرآن مجید کا سالانہ امتحان ہوا۔

☐...... 9/شعبانُ المعظم بروز بدھ، ادارہ غفران میں شعبہ حفظ کے طلبہ کا، ادارہ کی سطح پر حفظِ قرآن مجید کا سالانہ امتحان ہوا۔

☐...... 13/شعبانُ المعظم بروز اتوار، ادارہ غفران میں شعبہ ناظرہ بنین/بنات کے طلبہ، طالبات کا، ادارہ کی سطح پر ناظرہ قرآن مجید کا سالانہ امتحان ہوا۔

☐...... 21/شعبانُ المعظم، بروز پیر مولانا فیض الحسن صاحب بن مولانا حسن جان صاحب رحمہ اللہ (شیخ الحدیث: مدرسہ امداد العلوم، درویش مسجد، پشاور) بعض احباب کے ہمراہ، بعد مغرب ادارہ غفران میں مدیر صاحب سے ملاقات اور علمی گفتگو کے لئے تشریف لائے۔

☐...... 29/شعبان بروز منگل کی شام رمضان کے چاند کا اعلان ہوتے ہی ادارہ میں حسبِ سابق تراویح میں قرآن مجید سنانے کے مختلف حلقے قائم ہوگئے، حضرت مدیر صاحب اور آپ کے صاحبزادے مولانا محمد ریحان صاحب، مسجدِ غفران میں قرآن مجید سنا رہے ہیں، ادارہ کے مختلف حصوں میں مولانا طارق محمود صاحب اور حافظ محمد لقمان صاحب (ڈھائی پارے روزانہ) قاری سمیع الحق صاحب اور حافظ اظہارُ الحق صاحب (دو پارے روزانہ) قاری شفیق الرحمٰن صاحب (سوا پارہ روزانہ) سنا رہے ہیں، جناب فرقان خان صاحب (برادر مفتی صاحب مدیر) کی رہائش گاہ میں حافظ محمد عفان صاحب دو پارے روزانہ، اور مسجد نسیم میں بندہ محمد ناصر (سوا پارہ روزانہ) اور مولانا غلام بلال صاحب اپنے گھر میں (سوا پارہ روزانہ) اور مولانا محمد طلحہ صاحب اپنے گھر میں (ڈیڑھ پارہ روزانہ) اور مسجد بلال (صادق آباد) میں مفتی محمد یونس صاحب کے یہاں قاری شہباز صاحب، تراویح میں قرآن سنا رہے ہیں۔

☐ ۲۴/شعبان، بروز جمعرات مولانا طلحہ مدثر صاحب کے یہاں بیٹے کی ولادت ہوئی، اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح اور والدین کے لئے قرۃِ عین بنائے، آمین۔

☐...... 30 رجب المرجب (15/مارچ)، بروز پیر سے کرونا کے عنوان سے جاری تعطیلات کی وجہ سے تعمیرِ پاکستان سکول میں بھی تعطیلات جاری ہیں، البتہ سکول میں زیرِ تعلیم طلبہ/طالبات کو سکول کے دفتری اوقات میں تعطیلات کا کام فراہم کرنے کے لئے سکول کا دفتر کھلا رہتا ہے۔

اخبارِ عالم — مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

✍ 21 / مارچ / 2021ء / 6 / شعبان المعظم / 1442ھ: پاکستان: چین سے ویکسین کی 10 لاکھ خوراکیں درآمد کرنے کا اعلان، ویکسین کی پہلی کھیپ 25 مارچ، جبکہ دوسری کھیپ 30 مارچ کو پہنچے گی ✍ 22 / مارچ: پاکستان: آج دن اور رات برابر، 23 مارچ سے دن کا دورانیہ بڑھے گا ✍ 23 / مارچ: پاکستان: کورونا کا پھیلاؤ، ہفتے میں 2 دن کاروبار بند، دیگر سرگرمیاں محدود، حکومت نے پابندیاں مزید سخت کر دیں ✍ 24 / مارچ: پاکستان: براڈ شیٹ تحقیقات مکمل، ذمہ داران کا سراغ مل گیا، 15 لاکھ ڈالر کی غلط ادائیگی کا انکشاف، سوئس مقدمات کھولنے کی سفارش ✍ 25 / مارچ: پاکستان: مہنگی بجلی، اضافی ٹیکسوں کی شرائط پوری، آئی ایم ایف نے 50 کروڑ ڈالر قسط کی منظوری دے دی ✍ 26 / مارچ: پاکستان: پنجاب کے بلدیاتی ادارے بحال، بلدیاتی ایکٹ کا سیکشن 3 آئین سے متصادم، سپریم کورٹ ✍ 27 / مارچ: پاکستان: پیٹرول بحران، ذمہ داران کا تعین، معاونِ خصوصی اور سیکرٹری پیٹرولیم فارغ ☎ سینیٹ میں پی ڈی ایم عملاً تقسیم، گیلانی اپوزیشن لیڈر مقرر، 30 ارکان کی مطلوبہ تعداد پوری، نوٹیفکیشن جاری ✍ 28 / مارچ: پاکستان: آٹا، چینی، دالیں، گھی، ٹماٹر، چکن سمیت 22 اشیاء مہنگی، مہنگائی کی شرح 15.35 پر پہنچ گئی، 7 اشیاء کی قیمتوں میں کمی، 22 میں استحکام رہا، ادارہ شماریات ✍ 29 / مارچ: پاکستان: چینی اسکینڈل میں پیش رفت، 40 افراد کے بینک اکاؤنٹ منجمد ✍ 30 / مارچ: پاکستان: کورونا، صدر بھی متاثر، پنجاب میں پرسوں سے شادی تقریبات، پارک، ریسٹورنٹ بند، 8 شہروں میں ٹرانسپورٹ پر پابندی، مارکیٹیں 6 بجے بند، میٹرو بس، اورنج ٹرین بند، تعلیمی ادارے نہیں کھلیں گے ✍ 31 / مارچ: پاکستان: سٹاک مارکیٹ میں محدود تیزی، ڈالر دو سال کی کم ترین سطح پر آ گیا، اوپن مارکیٹ میں ڈالر کی قدر 90 پیسے گھٹ کر 153.70 روپے پر بند ہوئی ✍ یکم / اپریل: پاکستان: پیٹرولیم مصنوعات 3 ایل پی جی 14 روپے سستی، 15 اپریل تک پیٹرول کی نئی قیمت 110، ڈیزل 113، مٹی کا تیل 82 روپے لیٹر مقرر، نوٹیفکیشن جاری ✍ 2 / اپریل: پاکستان: بھارت سے تجارت بحال، چینی، دھاگا، روئی منگوانے کی منظوری، گندم کی امدادی قیمت 1800 روپے مقرر ✍ 3 / اپریل: پاکستان: عدالتِ عظمیٰ کا این اے 75 ڈسکہ میں دوبارہ انتخاب کا حکم ☎ پنجاب میں چینی کی پرچون قیمت 85 روپے کلو مقرر ✍ 4 / اپریل: پاکستان: کورونا صورتحال سنگین، برطانیہ کی پاکستان پر سخت سفری پابندیاں، کے پی، پنجاب میں

2روزہ لاک ڈاؤن آج شروع ☜ 5/اپریل:سعودی عرب:رمضان میں آنے والے معتمرین کے استقبال کی تیاریاں مکمل،معتمرین کی صحت کے لیے ایس او پیز مقرر کردیے،سعودی وزیر نائب حج،ویکسین لگائے جانے کے بعد معتمرین کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا ☜ 6/اپریل : پاکستان: اسلام آباد میں بین الصوبائی ٹرانسپورٹ 2دن کے لیے بند،ہفتے میں دودن گاڑیوں کی آمدورفت پر پابندی ہوگی،نوٹیفکیشن جاری،پرائیویٹ، میڈیکل سروسز،سامان لانے والی گاڑیوں پر اطلاق نہیں ہوگا ☜ 7/اپریل: پاکستان: اسٹاک مارکیٹ میں تیزی،روپے کی قدر میں اضافہ،ڈالر دوبارہ 33پیسے سستا ☜ 8/اپریل: پاکستان: وزیرِ اعلیٰ کی زیرِ صدارت اجلاس،پنجاب میں ویکسی نیشن سینٹرز کا دائرہ بتدریج بڑھانے کا فیصلہ ☜ 9/اپریل: پاکستان: ایچ ای سی کی خود مختاری ختم، فیصلے وزارتِ تعلیم کی منظوری سے مشروط، صدرِ مملکت نے ہائیر ایجوکیشن ترمیمی آرڈیننس 2021 کی منظوری دے دی ☜ 10/اپریل: پاکستان: پاکستان کو جی 20 ممالک سے ریلیف، قرضے 6ماہ کے لیے موخر، جی 20 کی طرف سے کم آمدن والے ملکوں کے لیے قرضے موخر کیے گئے ☜ 11/اپریل : پاکستان: ڈسکہ ضمنی الیکشن میں ن لیگ کامیاب، پی ٹی آئی کو شکست ☜ 12/اپریل : پاکستان: دفاع،گیس،پائپ لائنز،راہداریاں،روس کی پاکستان کو ہر طرح کے تعاون کی پیشکش،روسی وزیرِ خارجہ نے صدر پیوٹن کا بلینک چیک پاکستان کو پہنچادیا ☜ 13/اپریل: پاکستان: این سی او سی اجلاس،پولیس کے ذریعے ایس او پیز پر عملدرآمد کی ہدایت،مکمل لاک ڈاؤن کا فیصلہ موخر ☜ 14/اپریل: پاکستان: چاندنظر آ گیا،ملک بھر میں آج پہلا روزہ،ایس او پیز کے تحت نمازِ تراویح ادا ☜ 15/اپریل: پاکستان: ای سی سی، کپاس، دھاگے کی درآمد پر کسٹمز ڈیوٹی ختم ☜ 16/اپریل : پاکستان: پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 2.32روپے کمی کردی گئی،پیٹرول 1روپے 79پیسے سستا،نئی قیمت 108.56روپے ہوگئی ☜ 17/اپریل : پاکستان: وفاقی کابینہ میں ردوبدل،حماد اظہر کی جگہ شوکت ترین نئے وزیرِ خارجہ مقرر،فواد چوہدری کو وزارتِ اطلاعات،اور حماد اظہر کو وزارتِ توانائی سونپ دی گئی،عمر ایوب وزیرِ اقتصادی امور،خسرو بختیار وزیرِ صنعت وتجارت ہوں گے ☜ 18/اپریل : پاکستان: مارچ میں درآمدات 3سال کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئیں ☜ 19/اپریل: پاکستان: کورونا،پہلی تا آٹھویں،سکول عید تک بند،9سے 12ویں کلاسز سخت ایس او پیز کے ساتھ آج سے بحال ☜ 20/اپریل : پاکستان: حکومت سے مذاکرات،تحریک لبیک کا دھرنے ختم کرنے کا اعلان،حکومت کی فرانس کے خلاف قومی اسمبلی میں قرارداد لانے اور گرفتار کارکنوں کو رہا کرنے کی یقین دہانی۔

www.idaraghufran.org